ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
21
www.tanzeem.org
16 تا 22 شعبان المعظم 1437ھ/24 تا 30 مئی 2016ء

اس شمارے میں

فیصلہ کن مرحلہ

فیصلے کا دن زیادہ دور نہیں!

پیمانِ وفا باندھا تھا

شام کی صورت حال اور
پاکستان کے اندرونی حالات

کن صورتوں میں روزہ
نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

کلیۃ القرآن لاہور کی
تقریب تکمیل بخاری ودستار بندی

تحفظ خواتین بل
شریعت کے تناظر میں ایک جائزہ III

کامیابی کا راستہ

قرآن کریم نے حق تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا یہ طریقہ بتلایا ہے کہ:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝ ﴾ (سورۂ محمد:7)

’’اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے‘ تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔‘‘

اللہ کے دین کی مدد یہ ہے کہ......حکومت الٰہیہ قائم کی جائے‘ حدود شرعی نافذ کی جائیں اور قرآن وسنت کے مطابق تمام کاروبارِ زندگی چلایا جائے...... جب کوئی مردِ مومن اس نیت سے میدانِ عمل میں نکلتا ہے تو اسے تائیدِ ایزدی حاصل ہو جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت ومحبت پیدا کر دی جاتی ہے۔ اس کا دل ایمان وایقان کے جذبہ سے لبریز کر دیا جاتا ہے۔ وہ دشمن کی عددی کثرت اور فراوانیٔ اسلحہ کو خاطر میں نہیں لاتا‘ بلکہ دلیر‘ بے باک اور نڈر ہو کر ہر محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور فتح ونصرت کے ساتھ تاریخ کے اوراق پلٹ دیتا ہے۔ ایسے ہی سرفروش راہِ خدا میں نکلتے ہیں تب کہیں جا کر گوہرِ مقصود ہاتھ آتا ہے۔ بقول شاعر عزیز الحسن مجذوب ؎

کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستورِ مے خانہ

قائداعظم کا مذہب و عقیدہ
منشی عبدالرحمٰن خاں (مرحوم)

اصحابِ کہف کی غار میں پناہ

الھدیٰ (707)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃُ الکھف ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ آیات: 15 تا 7

هٰۤؤُلَآءِ قَوۡمُنَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوۡلَا یَاۡتُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ بِسُلۡطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنۡ
اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ وَ مَا یَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاۡوٗۤا
اِلَی الۡکَهۡفِ یَنۡشُرۡ لَکُمۡ رَبُّکُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَ یُهَیِّئۡ لَکُمۡ مِّنۡ اَمۡرِکُمۡ مِّرۡفَقًا ﴿۱۶﴾

آیت ۱۵ ﴿هٰۤؤُلَآءِ قَوۡمُنَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ﴾ ”ہماری اس قوم نے بنالیے ہیں اُس کے سوا دوسرے معبود۔“

﴿لَوۡلَا یَاۡتُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ بِسُلۡطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ﴾ ”تو کیوں نہیں پیش کرتے وہ ان کے بارے میں کوئی واضح دلیل؟“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کوئی دلیل یا سند وہ اپنے اس دعوے کے ساتھ کیوں پیش نہیں کرتے؟

﴿فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا ﴿۱۵﴾﴾ ”تو اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا!“

شاہی دربار میں اس تند و تیز مکالمے کے بعد جب انہیں چند دن کی مہلت کے ساتھ اپنا دین چھوڑنے یا موت کا سامنا کرنے کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا گیا تو وہ آپس میں یوں مشورہ کرنے لگے:

آیت ۱۶ ﴿وَ اِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ وَ مَا یَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاۡوٗۤا اِلَی الۡکَهۡفِ یَنۡشُرۡ لَکُمۡ رَبُّکُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَ یُهَیِّئۡ لَکُمۡ مِّنۡ اَمۡرِکُمۡ مِّرۡفَقًا ﴿۱۶﴾﴾ ”اور اب جبکہ تم نے خود کو اُن لوگوں سے اور جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں‘ ان سے علیحدہ کرلیا ہے تو اب کسی غار میں پناہ لے لو‘ تمہارا رب پھیلا دے گا تمہارے لیے اپنی رحمت اور تمہارے معاملے میں تمہارے لیے سہولت کا سامان پیدا فرما دے گا۔“

آیت ۱۷ ﴿وَ تَرَی الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ کَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡیَمِیۡنِ﴾ ”اور تم سورج کو دیکھتے کہ جب وہ طلوع ہوتا تو اُن کی غار سے داہنی طرف ہٹ جاتا“

﴿وَ اِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ ”اور جب وہ غروب ہوتا تو بائیں جانب ان سے کنی کترا جاتا“

یعنی اس غار کا منہ شمال کی طرف تھا جس کی وجہ سے سورج کی براہِ راست روشنی یا دھوپ اس میں دن کے کسی وقت بھی نہیں پڑتی تھی۔ ہمارے ہاں بھی دھوپ اور سائے کا یہی اصول کارفرما ہے۔

﴿وَ هُمۡ فِیۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ ؕ﴾ ”اور وہ اس کی کھلی جگہ میں (لیٹے ہوئے) تھے۔“

یعنی غار اندر سے کافی کشادہ تھی اور اصحاب کہف اس کے اندر کھلی جگہ میں سوئے ہوئے تھے۔

﴿ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ﴾ ”یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔“

﴿مَنۡ یَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَ مَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرۡشِدًا ﴿۱۷﴾﴾ ”جسے اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے‘ اور جسے وہ گمراہ کر دے تو اُس کے لیے تم نہیں پاؤ گے کوئی مددگار راہ پر لانے والا۔“

فرمان نبویؐ

شرک ناقابل معافی جرم

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ: ((مَنۡ لَقِیَ اللّٰهَ لَا یُشۡرِکُ بِهٖ شَیۡئًا وَأَدّٰی زَکَاةَ مَالِهٖ طَیِّبًا بِهَا نَفۡسُهٗ مُحۡتَسِبًا وَسَمِعَ وَأَطَاعَ فَلَهُ الۡجَنَّةُ أَوۡ دَخَلَ الۡجَنَّةَ وَخَمۡسٌ لَیۡسَ لَهُنَّ کَفَّارَةٌ الشِّرۡکُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَتۡلُ النَّفۡسِ بِغَیۡرِ حَقٍّ أَوۡ نَهۡبُ مُؤۡمِنٍ أَوِ الۡفِرَارُ یَوۡمَ الزَّحۡفِ أَوۡ یَمِیۡنٌ صَابِرَةٌ یَقۡتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَیۡرِ حَقٍّ))(مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اپنے مال کی زکوٰۃ دل کی خوشی سے اور ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہو اور بات سن کر مانتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک، ناحق کسی کو قتل کرنا، کسی مسلمان پر بہتان باندھنا، میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا اور جھوٹی قسم کھانا جس سے دوسرے کا مال ناحق حاصل کرلیا جائے۔“

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
16 تا 22 شعبان المعظم 1437ھ جلد 25
24 تا 30 مئی 2016ء شمارہ 21
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ کن مرحلہ

بنگلہ دیش میں جس قسم کی عدالتی کارروائی کے بعد 1971ء میں پاکستان کی حمایت کے جرم میں جماعت اسلامی کے ذمہ داران کو تختہ دار پر لٹکایا جا رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے بڑی آسانی سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کنگرو کورٹس کے قیام میں اب بنگلہ دیش دنیا میں سرفہرست ہے۔ مولانا مطیع الرحمان نظامی پھانسی پانے والے آخری آدمی ہیں۔ جرم یہ تھا کہ 45 سال پہلے 1971ء میں اُنہوں نے پاکستان کی حمایت کر کے بنگلہ دیش سے غداری کا ارتکاب کیا تھا لہٰذا اِس غداری کے جرم میں اُنہیں سزائے موت دی گئی۔ یہ سزا حسینہ واجد حکومت کی خصوصی عدالت نے سنائی اور عدالت عظمیٰ کے ہندو چیف جسٹس سریندرا کمار سنہا نے اس سزا کی توثیق کی۔ حالانکہ حسینہ واجد 1996ء سے 2001 تک بھی برسر اقتدار رہیں، حیرت کی بات ہے مولانا مطیع الرحمٰن اُس حکومت کے وزیر زراعت رہے۔ بعدازاں مولانا وزیر صنعت بنے۔ یہ شخص جسے خصوصی عدالت غدار قرار دیتی ہے۔ دو مرتبہ بنگلہ دیشی پارلیمنٹ کے رکن کی حیثیت سے بنگالی عوام کی نمائندگی کر چکا ہے۔ ایک مرتبہ 55،707 بنگالیوں نے اُسے ووٹ دیئے (یعنی 37٪) اور دوسری مرتبہ 135،982 (یعنی 58٪) ووٹوں سے اِس غدار کو لادا گیا۔ یہ بات کہی جا رہی ہے اور یقیناً درست ہے کہ بنگلہ دیش میں اس قتل عام کو بھارت کی پشت پناہی حاصل ہے بلکہ مودی سرکار نے شیخ مجیب الرحمٰن کی صاحبزادی حسینہ واجد کو اس طرف دھکیلا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دھکا زوری بھارت تک محدود نہیں ہے بلکہ عالمی سطح پر مسلمانوں کے قتل عام کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اسلام کو بدنام کرنے کا سلسلہ باقاعدہ منصوبہ بندی سے جاری ہے۔ بنگلہ دیش میں دی جانے والی یہ پھانسیاں اُسی منصوبہ کا حصہ ہے۔ ذہن اسرائیل کا ہے بازو امریکہ، یورپ اور بھارت کے استعمال ہو رہے ہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ جرم پاکستان سے محبت کرنے کا تھا لیکن پاکستان پُراسرار طور پر خاموش تھا۔ پاکستان کیوں خاموش تھا اس لیے کہ نظریاتی سطح پر پاکستان قبرستان کی صورت اختیار کر چکا ہے اور خاموشی قبرستان کی اہم ترین خصوصیت ہوتی ہے۔ وہ تو بھلا ہو ترکی کا جس نے بنگلہ دیش کی اِس ریاستی دہشت گردی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے وہاں سے اپنا سفیر واپس بلا لیا جس پر پاکستان نے بھی رسمی سا احتجاج رجسٹر کروا دیا۔ یہ بھی کہا سنا گیا کہ یہ بنگلہ دیش کا داخلی معاملہ تھا پاکستان کیا کر سکتا تھا۔ ہمارے ہاں جن کے دلوں میں مودی کی محبت جاں گزیں ہو چکی ہے اور جن اذہان میں بھارتی بالادستی راسخ ہو چکی ہے، وہ اس کے علاوہ کیا سوچ سکتے تھے اور کیا کہہ سکتے تھے؟ حالانکہ دونوں باتیں قطعی طور پر غلط ہیں۔ یہ بنگلہ دیش کا داخلی معاملہ اس لیے نہیں تھا کہ 1974ء کا سہ فریقی معاہدہ واضح ہے جس میں پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش اقرار کرتے ہیں کہ 1971ء کی جنگ کے حوالہ سے کوئی فریق کسی نوعیت کی انتقامی کارروائی نہیں کرے گا۔ جہاں تک پاکستان کے کچھ کر گزرنے کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ خصوصی عدالت کی طرف سے سزا کے اعلان کے فوری بعد پاکستان کی طرف سے اسلامی ممالک خصوصاً سعودی عرب، عرب امارات، ترکی،

انڈونیشیا اور ملائیشیا سے رابطہ کیا جاتا اور ایک مشترکہ ردعمل سامنے لاتا، اُسے تجارتی اور سفارتی بائیکاٹ کی دھمکی دی جاتی تو بنگلہ دیش یوں عدل و انصاف کا قتل عام نہ کرسکتا اور اسلامی ممالک کی کھلی مخالفت مول لینے کی جرأت نہ کرتا۔ لیکن پاکستان یہ مہم چلاتا تو وہ مودی ناراض ہو جاتا جس کی والدہ ماجدہ کو سفید ساڑھی تحفہ میں دے کر ایک خاص پیغام دیا گیا تھا۔ فیصل آباد میں نامعلوم اشخاص کے خلاف FIR کاٹ کر ہم نے تسلیم کیا تھا کہ پٹھانکوٹ ایئربیس پر دہشت گردی ہم نے ہی کروائی تھی، حالانکہ بھارت جانے والی JIT کی ٹیم واضح رپورٹ دے چکی تھی کہ اس حوالہ سے بھارت نے جعلسازی کی ہے اور پٹھانکوٹ میں کھیلے جانے والے ڈرامے کا پروڈیوسر اور ڈائریکٹر خود بھارت ہی ہے۔ اس FIR سے ہم نے دنیا کے سامنے تسلیم کیا کہ بھارت کا الزام درست ہے۔

بنگلہ دیش اس پاکستان کے جسم کا حصہ تھا جو 1947ء میں قائم ہوا تھا۔ 1971ء کی جنگ میں ہم نے سرزمین بنگال کھو دی۔ اس شکست و ریخت کی وجہ اپنوں کی حد سے بڑھی ہوئی خودغرضی اور لالچ تھی اور دشمن کی سازش اور عیاری بھی تھی۔ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر جو اصل کام کیا گیا وہ یہ تھا کہ اُس کا اسلام سے رشتہ ختم کر دیا گیا۔ اگرچہ عوامی سطح پر اس حوالہ سے مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوئی لیکن ہم کیوں نہیں سمجھ پا رہے کہ دشمن امیر جماعت اسلامی مولانا مطیع الرحمٰن کو نہیں بلکہ اپنے تئیں اسلام کو پھانسی چڑھانے کی راہ پر گامزن ہے۔ جو ملک اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا اُس کے ایک حصہ میں یہ کام کھلم کھلا ہو رہا ہے۔ اے مسلمانانِ پاکستان! یہی کام دشمن اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دوسرے حصے جو پہلے مغربی پاکستان کہلاتا تھا، اب کُل پاکستان کہلاتا ہے، وہاں کسی دوسرے انداز سے کرنا چاہتا ہے۔ کچھ نہ کچھ سکت رکھنے والے اسلامی ممالک مثلاً مصر اور عراق وغیرہ میں اسلام دشمن حکومتیں قائم کی جا چکی ہیں۔ ترکی میں آئینی طور پر فوج سیکولرازم کی محافظ ہے۔ لیبیا ملیامیٹ ہو چکا، شام میں مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے۔ سعودی عرب نائن الیون کا مجرم قرار پا کر کٹہرے میں کھڑا ہے۔ ایران کے ایٹمی پر کاٹ کر اُسے تجارتی سہولتوں اور خوشحالی کا راستہ دکھا دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کو مسلمانوں کی باہمی خونریزی کے لیے بہترین انداز میں استعمال کیا جا رہا ہے۔

پاکستان کے ایٹمی ملک بننے میں یہ معجزہ رونما ہوا تھا کہ جب پاکستان یہ ریڈ لائن کراس کر رہا تھا تو امریکہ سوویت یونین کو افغانستان میں شکست و ریخت سے دوچار کرنے کا سنہری موقع حاصل کر رہا تھا۔ تاکہ وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ بن جائے۔ امریکہ سمجھتا تھا اور کافی حد تک درست سمجھتا تھا کہ ایک مرتبہ وہ سوویت یونین کو شکست فاش دے کر واحد سپر پاور بن جائے تو سب سے نمٹ لے گا پاکستان کس کھیت کی مولی ہے؟ لہٰذا امریکہ کے دو صدور خفیہ ایجنسیوں کی جھوٹی رپورٹس پر پاکستان کے حوالہ سے جھوٹ پر مبنی سرٹیفکیٹ دیتے رہے وہ یوں کہ پاکستان کی یورینیم افزودہ کرنے کی شرح کم بتائی جاتی رہی۔ یوں پاکستان کو ایٹمی قوت بننے دینا، امریکہ کی سیاسی و عسکری مجبوری تھی۔ امریکہ سوویت یونین سے فارغ ہو کر یقیناً سب سے پہلے پاکستان سے نمٹتا لیکن اُس نے چین کے محاصرے اور وسطی ایشیا کی دولت لوٹنے کے لالچ میں افغانستان میں آنا ضروری سمجھا۔ امریکہ سمجھتا تھا کہ وہ پاکستان کی مدد سے چند ہفتوں میں افغانستان پر قابض ہو کر پھر پاکستان کی بغل میں بیٹھ کر اُس کے ایٹمی اثاثہ جات کو فارغ کر دے گا لیکن افغانستان کا کمبل اُسے چھوڑنے کا نام نہیں لے رہا۔ ایک مرتبہ پھر اُسے پاکستان کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ہم اس ساری تفصیل سے قارئین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کس طرح پاکستان امریکی ضرورت بن کر بچتا رہا بلکہ صحیح تر الفاظ میں اللہ رب العزت اِسے کیسے کیسے بچاتا رہا۔ اب امریکہ افغانستان سے مایوس ہو کر زمینی جنگ کی ذمہ داری افغان فوجیوں کو سونپ چکا ہے اور خود کو افغانستان میں قائم کردہ اپنے فضائی اڈوں تک محدود کر چکا ہے۔ تاکہ طالبان کسی بڑے شہر خاص طور پر کابل پر قابض نہ ہو سکیں۔ ایسی صورت میں وہ وہاں زبردست بمباری کرے گا۔ گویا اشرف غنی کی فوج کو امریکی فضائیہ کی مدد حاصل رہے گی بالفاظ دیگر ایک بار پھر امریکہ ایٹمی پاکستان کی طرف متوجہ ہونے کے لیے فارغ ہوا چاہتا ہے۔ پہلے قدم کے طور پر پاکستان کو علی الاعلان سیکولر ملک بننے کے لیے کہا جائے گا۔ لہٰذا اسلامی جماعتوں کے کارکنوں کے لیے یہ فیصلہ کن مرحلہ ہے۔ اُن کے لیے do or die کا معاملہ ہے۔ اگر اس فیصلہ کن مرحلہ پر ہم اسلامی جماعت کے کارکنوں اور لیڈروں نے جارحانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے۔ اور offense is the best defence کی اسٹریٹجی اپناتے ہوئے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے تن من دھن نہ لگایا تو آنے والے وقت میں سیکولرازم کے طوفان کے سامنے اسلامی جماعتیں جھڑے ہوئے پتے اور ریت کے ذرات ثابت ہوں گی اور یہ بات ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ پاکستان کی سلامتی اس کے اسلامی ریاست ہونے سے بندھی ہے۔ اب تک اسلام کا عادلانہ اجتماعی نظام رائج نہ کر کے ہم ضعف اور کمزوری کی بدترین صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ اس فیصلہ کن مرحلہ میں بھی ہم اپنی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے ناکام ہوتے ہیں تو یہ دنیا اور آخرت کا خسارہ ہو گا۔ اگر مطیع الرحمٰن نظامی کو اسلام دشمنوں نے پاکستان سے محبت میں پھانسی دی ہے۔ تو خاکم بدہن پاکستان میں وہ وقت آ سکتا ہے کہ کامیابی کی صورت میں اسلام کے دشمن پاکستان میں اسلام کا نام لینے والوں کو تختہ دار پر لٹکا دیں۔ لہٰذا اسلامی جماعتوں کے پاس اِس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ سروں پر کفن باندھ کر میدان میں نکلیں تحریک نفاذِ مصطفیٰؐ چلائیں، وگرنہ بدترین انجام کے لیے تیار ہو جائیں۔

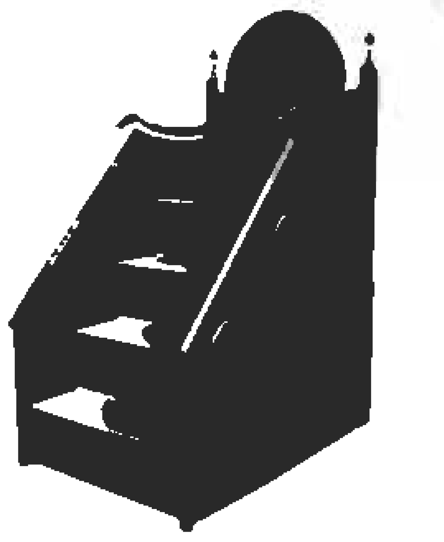

فیصلے کا دن زیادہ دور نہیں

سورۃ النباء کے دوسرے رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 6 مئی 2016ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

سورۃ النباء کا دوسرا رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ دیگر مکی سورتوں کی طرح سورۃ النباء میں بھی انذار آخرت کے حوالے سے جو اسلوب و انداز اختیار کیا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور جامع انداز ہے۔ جس میں کائنات کی کئی بڑی حقیقتوں کو بیان کر کے انسان کو انتہائی مدلل انداز میں متنبہ کیا گیا ہے کہ اسے اس کائنات میں بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی اسے پیدا کرنے کے بعد یوں ہی چھوڑ دیا ہے کہ جو جی چاہے کرتا پھرے اس سے اس کا حساب نہیں لیا جائے گا؟ بلکہ اس کی پیدائش ایک خاص اہتمام کے ساتھ ہوئی ہے اور اس کی ضرورت کا ہر سامان اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اہتمام کے ساتھ کیا ہے۔ قرآن بار بار کہتا ہے کہ انسان کو مٹی اور پانی کے امتزاج یعنی کیچڑ سے پیدا کیا لیکن کائنات کی تخلیق کے آغاز سے لے کر زمین کے وجود میں آنے اور پھر اس کی سطح پر مٹی کے پیدا ہونے میں بھی کائنات کو اربوں سال لگے ہیں۔ اس کائنات کی تخلیق کا آغاز Big Bang سے ہوا یا جہاں سے بھی اللہ نے اس کا آغاز کیا اس کے بعد مختلف کرّے وجود میں آئے۔ ہمارا یہ Planet کتنے عرصے تک آتشی کرّے کی شکل میں تھا، پھر ٹھنڈا ہوا، پھر اس میں گیسیں بنیں اور ان گیسوں سے پانی بنا اور سمندر وجود میں آئے اور اس زمین کا توازن قائم رکھنے کے لیے اللہ نے پہاڑ بنائے۔ انسان کے چلنے پھرنے کے لیے اس زمین کو بچھونا بنایا اور اس پر انسان کی ضروریات زندگی کا سامان نہایت اہتمام کے ساتھ کیا گیا۔ روشنی اور حرارت کے لیے سورج کو روشن چراغ بنایا۔ بادلوں کا نظام ترتیب دیا اور ان کے ذریعے بارش برسا کر انسان کے لیے اجناس، نباتات اور پھل اُگائے۔ انسان کی تسکین کے لیے اس کے جوڑے بنائے۔ دن اور رات کا نظام بنایا۔ اس کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے نیند کا عمل اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے گویا یہ سارے انتظامات اللہ نے انسان کے لیے کیے اور اسے اشرف المخلوقات کے مرتبے تک پہنچایا۔ یعنی جس انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ پوری کائنات اس قدر اہتمام کے ساتھ بنائی کیا اس کی زندگی بے مقصد ہو سکتی ہے؟

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱۵﴾ (المومنون) ”کیا تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا تھا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟“

یعنی اگر تم آخرت کا انکار کر رہے تو یہ ساری تخلیق بے کار ہے۔ لہٰذا

﴿اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷﴾ (سورۃ النباء) ”یقیناً فیصلے کا دن ایک معین وقت ہے۔“

جس طرح کائنات کی تخلیق اور اس کا پورا نظام ایک حقیقت ہے اسی طرح وہ فیصلے کا دن بھی طے شدہ ہے اور اس دن انسان کو اپنے تمام کیے دھرے کا حساب دینا ہوگا۔ جن لوگوں نے کائنات کی ان جیتی جاگتی حقیقتوں سے منہ موڑ کر محض دنیا کی عیش پرستی کو اپنا مقصد بنائے رکھا اور وہ اپنے رب کو بھول کر انسانیت کے لیے بھیڑیا ثابت ہوئے انہیں اس دن ان حقائق کا بخوبی علم ہو جائے گا لیکن تب وقت گزر چکا ہوگا اور انہیں اپنے کیے کی سخت ترین سزا بھگتنا ہوگی۔ جبکہ جو لوگ اپنے رب کو پہچان کر اس سے ڈرتے رہے، اپنی زندگی رب کائنات کی مرضی کے مطابق گزاری، انسانیت کے لیے واقعی خدمات سرانجام دیں اور انسان کو انسان بنانے میں اپنا کردار ادا کیا انہیں اُس دن بہترین ایوارڈز سے نوازا جائے گا۔ یعنی فیصلے کے اس دن کے لیے کامیابی کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ چنانچہ سورۃ النباء کے پہلے رکوع میں یہ تمام حقائق بیان کرنے کے بعد دوسرے رکوع کا آغاز اسی بات سے ہوتا ہے:

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝۳۱﴾ ”یقیناً اہل تقویٰ کے لیے کامیابی ہوگی۔“

جو شخص اللہ، اس کے رسولؐ، قرآن و سنت اور آخرت پر ایمان رکھنے والا ہوگا وہی اللہ سے ڈرنے والا اور جہنم کے خوف سے گناہوں، حرام باتوں اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے والا ہوگا۔ یہی دراصل تقویٰ ہے یعنی جو دین اللہ نے دیا ہے اس پر عمل کرنا ہی تقویٰ کا تقاضا ہے اور ایسے ہی شخص کا شمار اہل تقویٰ میں کیا گیا اور اُسے ہی کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔ آمین

﴿حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝۳۲﴾ ”(ان کے لیے) باغ اور انگور ہوں گے۔“

متقین کے لیے جنت کی نعمتوں کا ذکر بار بار آ رہا ہے۔ ہر جگہ انداز اور vocabulary مختلف ہے لیکن ہر جگہ ایک ایسا تنوع ہے کہ انسان اس کی طرف کھنچا چلا جا رہا ہوتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ایک ردھم بھی ہے۔

﴿وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝۳۳﴾ ”اور نوجوان ہم عمر بیویاں۔“

ہر دور کے انسان کے اپنے اپنے معیارات ہیں۔ آج جو نعمتیں ہمیں میسر ہیں نزول قرآن کے وقت ان کا تصور بھی نہیں تھا۔ لہٰذا انسان کی سوچ کے مطابق ان نعمتوں کا ذکر کر دیا گیا جو انسان اپنے تصور میں لا سکتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ جو کچھ چاہو گے ملے گا۔

یعنی انسان کے دل میں جو بھی خواہش اُبھرے گی اس کے مطابق جنت میں نعمتیں مل جائیں گی۔

﴿لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ﴾ (الفرقان:16)
''ان کے لیے اس میں ہر وہ شے ہوگی جو وہ چاہیں گے وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔''

﴿وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝۳۴﴾ ''اور جام چھلکتے ہوئے۔''

قرآن مجید میں شراب طہور کا ذکر بھی آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں بہت پاکیزہ مشروب۔ اللہ تعالیٰ جنت میں متقین کو جو شراب پلائے گا وہ نہ تو ایسی تلخ ہوگی، نہ اس سے انسان حواس باختہ ہوگا اور نہ اس میں وہ تمام نقائص ہوں گے جو دنیا کی شراب میں انسان کے لیے انتہائی مضر ثابت ہوتے ہیں۔ یعنی ایسی اعلیٰ شراب ہوگی کہ جس کو انسان اپنے تصور میں نہیں لاسکتا۔

﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝۳۵﴾ ''وہ نہیں سنیں گے اس میں کوئی لغو بات اور نہ جھوٹ۔''

ہر شریف النفس اور باعزت انسان کا ایک اخلاقی لیول ہوتا ہے۔ اگرچہ آج دنیا پرستی کی وجہ سے وہ لیول بہت نیچے جا چکا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کوئی بات انسان کو انتہائی بُری لگتی ہے جو وہ نہیں سننا چاہتا ہے اور سننے سے اس کی طبیعت مکدر رہتی ہے۔ اسی طرح ایک بااصول انسان کے سامنے اگر جھوٹ بولا جائے یا کوئی بیہودہ بات کی جائے تو اسے شدید نفرت ہوتی ہے۔ لیکن جنت کا ماحول ایسا پاکیزہ اور پرسکون ہوگا کہ وہاں کسی کو نہ تو لغو بات اور نہ ہی جھوٹی باتیں سننے کو ملیں گی کہ جن سے اس کی طبیعت مکدر ہو جائے۔

﴿جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝۳۶﴾ ''یہ بدلہ ہوگا آپ کے رب کی طرف سے، متعین حساب سے۔''

ایمان اور احسان کے بھی درجات ہیں اور وزن اعمال بھی ہوگا تاہم سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکا جائے۔ بہت سوں کو اللہ تعالیٰ درگزر کرتے ہوئے جنت میں بھیجے گا۔ اسی طرح اہل جنت میں بھی فرق و تفاوت ہوگا۔ اگرچہ نچلے ترین جنتی کو بھی جو ملے گا وہ سمجھے گا کہ جو مجھے مل گیا شاید کسی کو بھی نہ ملا ہوتا ہم وہاں بھی کئی مراتب ہوں گے۔

﴿رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ﴾
''جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے، جو الرحمٰن ہے۔''

اللہ ہی کل کائنات اور جزا و سزا کا خالق و مالک ہے اور اس کا اقتدار پوری طرح ہر چیز پر حاوی ہے۔ اگر وہ کسی کو بلا حساب بخشنا چاہے تو وہ الرحمٰن بھی ہے۔

﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝۳۷﴾ ''ان (میں سے کسی) کو ہمت نہیں ہوگی اس سے بات کرنے کی۔''

اس آیت میں اگرچہ اللہ کی صفت رحمانیت کو اُجاگر کیا گیا لیکن ساتھ ہی فرما دیا کہ وہ رحمٰن تو ہے لیکن ذوالجلال و الاکرام بھی ہے۔ اس کا رعب و دبدبہ سب پر حاوی ہے۔ دنیا میں بھی لوگ ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں، کسی کا دبدبہ زیادہ ہے کسی کا کم ہے لیکن اللہ تو شہنشاہِ ارض و سماوات ہے۔ اُس دن کسی کو اس کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہیں ہوگی۔

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۚ﴾ ''جس دن کھڑے ہوں گے جبرائیل اور تمام فرشتے صفیں باندھے۔''

بعض مترجم نے روح سے مراد حضرت جبرائیلؑ کو لیا ہے۔ ان جیسے جلیل القدر فرشتے بھی اُس روز دست بستہ صفیں باندھے کھڑے ہوں گے۔

﴿لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ ''وہ کوئی بات نہ کرسکیں گے سوائے اُس کے جسے رحمٰن کی طرف سے اجازت مل جائے۔''

اللہ تعالیٰ کا رعب، دبدبہ، ہیبت اور جلال اس قدر ہوگا کہ کسی کو کلام کی بھی جرأت نہیں ہوگی۔ اللہ اجازت دے گا تو کوئی بات کرسکے گا۔

﴿وَقَالَ صَوَابًا ۝۳۸﴾ ''اور وہ بات بھی درست کرے۔''

یعنی جس کو اللہ بولنے کی اجازت دیں گے تو وہ بھی اس دن کوئی جھوٹی، خلاف واقعہ اور غلط بات نہیں کرسکے گا چاہے کسی کی سفارش کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ شفاعت کا مضمون بھی قرآن میں کئی جگہ آیا ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝۱۰۹﴾ ''اس دن کوئی شفاعت ہرگز مفید نہیں ہوگی مگر جس کے لیے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور اس کے لیے اس نے بات پسند کی ہو۔''

پریس ریلیز 20 مئی 2016ء

اگر پاکستان حقیقی اسلامی ریاست بن جائے تو دنیا کے لیے مینارہ نور ثابت ہوگا

پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات امریکہ اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کے نشانہ پر ہیں

ہمارے پاس اس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ تمام دینی قوتیں متحد ہو کر پاکستان میں نظامِ مصطفیٰؐ کے قیام کی بھرپور انداز میں جدوجہد کریں

حافظ عاکف سعید

اگر پاکستان حقیقی اسلامی ریاست بن جائے تو دنیا کے لیے مینارہ نور ثابت ہوگا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں زچ ہو کر اپنا غصہ پاکستان پر نکالنا چاہتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات امریکہ اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کے نشانہ پر ہیں لیکن پہلے قدم کے طور پر پاکستان کو مکمل سیکولر ریاست بنایا جائے گا۔ اسی لیے امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نواز شریف پاکستان کا مستقبل جمہوریت کے ساتھ ساتھ لبرل ازم میں بھی دیکھ رہے ہیں اور پروگریسو پاکستان کی خواہش کا اظہار کرنے لگے ہیں۔ اُنہوں نے اہل پاکستان کو انتباہ کیا کہ اگر پاکستان اسلامی ریاست نہ بنا تو وہ اپنے وجود کا جواز کھو دے گا اور ایک بار پھر بھارت کا جزو بننے پر مجبور ہو جائے گا۔ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ تمام دینی قوتیں متحد ہو کر پاکستان میں نظامِ مصطفیٰؐ کے قیام کی بھرپور انداز میں جدوجہد کریں اگر ہم اللہ کے دین کی مدد کریں گے تو اللہ ہماری مدد کرے گا۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کا انحصار اُس کے اسلامی فلاحی ریاست بننے پر ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اس لیے کہ اللہ سے بڑھ کر کون جانتا ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط؟ نبی اکرم ﷺ کا شفاعت کا مقام ہے لیکن ان ساری حدود کے اندر جو قرآن نے بتادی ہیں:

﴿ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ﴾ ”یہ دن حق ہے!“

وہ ذات پاک جو الحق ہے، جس نے کائنات کی ہر چیز کو نپے تلے انداز میں بنایا اور وہی کائنات کا نظام چلا رہا ہے، جس کے مظاہر انسان بھی دیکھ رہا ہے، اُسی کا فیصلہ ہے کہ وہ دن آکر رہے گا، وہ یقینی ہے، الحق ہے اور اُس دن تمام فیصلے بھی حق پر ہوں گے۔

﴿فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝۳۹﴾ ”تو جو چاہے اپنے رب کی طرف اپنا ٹھکانہ بنالے۔“

یہ اللہ پاک کی طرف سے بنی نوع انسان کے لیے تنبیہ ہے کہ تمام حقائق اُس کے سامنے ہیں اور قرآن کے ذریعے کھول کر بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اب انسان کے فہم و ادراک پر منحصر ہے کہ وہ ان حقائق سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے اپنے رب کی پناہ کا طالب ہو جائے اور اپنے عمل سے ثابت کرے کہ واقعی ہی وہ اللہ، اس کے رسولؐ اور آخرت پر ایمان لانے والا ہے۔ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ اپنے رب کے ہاں بہت عمدہ ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ﴾ ”دیکھو! ہم نے تو تمہیں خبردار کر دیا ہے اس عذاب سے جو بالکل قریب ہے۔“

اس عذاب سے مُراد قیامت کا عذاب ہی ہے جسے انسان دنیا کی زندگی میں مشغول ہو کر بھول جاتا ہے اور اگر کبھی خیال آتا بھی ہے تو یہی سمجھتا ہے کہ شاید وہ بہت دور ہے۔ ویسے بھی ہمیں تو معلوم نہیں قیامت کب آنی ہے۔ حضرت آدمؑ کے زمانے سے جن لوگوں کی اموات ہوئی ہیں انہیں قبروں میں ہزاروں سال ہوگئے ہیں۔ انسان یہی سمجھتا ہے کہ شاید موت کے بعد بھی طویل سفر ہے۔ لیکن قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ قیامت بہت قریب ہے۔ اس سے پہلے ہم سورۃ المعارج میں پڑھ چکے ہیں:

﴿اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝۶ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝۷﴾ ”یہ لوگ تو اس (عذاب) کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے نہایت قریب دیکھ رہے ہیں۔“

اس سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ دنیا میں تو موت آج کل کی بات ہے اور اس کے بعد عالم برزخ ہے۔ عالم برزخ میں انسان کی کیفیت کا ہم صحیح تعین نہیں کر سکتے لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک طرح کی نیند ہے اور اس نیند سے انسان اس وقت بیدار ہوگا جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ یعنی انسان کی موت سے لے کر قیامت تک صرف ایک نیند کا وقفہ ہے اور انسان جب نیند میں ہوتا ہے تو اسے کچھ علم نہیں ہوتا کہ وقت کتنا گزر گیا ہے۔ قرآن مجید میں اصحاب کہف کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تین سو سال سے زائد سلائے رکھا۔ جب اُٹھے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنی دیر تک سوئے ہوں گے۔

﴿قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ﴾ (الکھف:19)
”کچھ بولے کہ ہم رہے ہیں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔“

وہ تین سو سال ان کے لیے ایسے ہی تھے جیسے ہم رات کو سوتے ہیں صبح اُٹھ جاتے ہیں۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے ایک رسول حضرت عزیرؑ کے حوالے سے قرآن مجید (سورۃ البقرہ، آیت:259) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ﴾ ”تو اللہ نے اس پر موت وارد کر دی سو برس کے لیے اور پھر اس کو اٹھایا۔“

﴿قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ﴾ ”پوچھا کتنا عرصہ یہاں رہے ہو؟“

﴿قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ﴾ ”کہنے لگے ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔“

لہٰذا قیامت کا دن جس کے بارے میں ہم سوچتے ہیں کہ پتا نہیں کتنی دور ہے۔ قرب قیامت تو ہے لیکن کتنا قرب ہے ابھی اس کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ ہو ہی نہیں سکتا اور اس کے بعد پھر کتنا عرصہ قبر میں گزارنا ہے پھر صور میں دوبارہ پھونکا جائے گا پھر اٹھنا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ موت اور قیامت کے درمیان صرف نیند کا ہی وقفہ ہے۔ یہاں موت کی نیند سوئیں گے اور وہاں اُٹھا دیئے جائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے:

”جیسے روزانہ تم سوتے ہو اسی طرح ایک دن اللہ تعالیٰ تم پر موت طاری کر دے گا اور جیسے تم صبح اُٹھتے ہو اسی طرح اللہ تمہیں بیدار کر دے گا“۔

﴿يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ﴾ ”جس دن انسان دیکھ لے گا جو اُس کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا“

ویسے تو اللہ کے علم میں ہے جو کچھ انسان دنیا میں کرتا ہے، اس کے عزائم اور ارادوں سے بھی واقف ہے لیکن اتمام حجت کے لیے پورا اعمال نامہ انسان کے حوالے کر دیا جائے گا اور انسان اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوگا۔

﴿وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝۴۰﴾ ”اور کافر کہے گا: کاش کہ میں مٹی ہوتا!“

چونکہ مکی سورت ہے اور اس میں خطاب مشرکین و کفار مکہ سے ہے لیکن اس میں درس ہر اس انسان کے لیے ہے جو اللہ اور آخرت کو بھلا کر دنیا کی زندگی میں اس طرح مشغول ہے کہ جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز بھی نہیں کرتا۔ روز قیامت جب وہ اپنا نامۂ اعمال اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوگا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور وہ حسرت و یاس سے کہہ رہا ہوگا کہ کاش میں انسان ہی نہ ہوتا۔ جبکہ دنیا میں انسان کو انسان ہونے پر بڑا فخر ہے۔ خاص طور پر آج کے دور کے انسان کو تو بڑا فخر ہے کہ اس نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ کیا کچھ ایجاد کر لیا ہے، کائنات کی بہت سی چیزوں کو مسخر کر لیا ہے اور اب سیاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

یہی انسان جو اپنے آپ پر بڑا فخر کر رہا ہے قیامت کے دن حسرت سے کہے گا کہ کاش کہ میں مٹی ہوتا۔ یہ حسرت ہر اس شخص کی ہوگی جو واضح حقائق اور ہدایات کے باوجود سرکشی، بغاوت اور انکار کے رویے پر ڈٹا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بدترین انجام سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆لاہور میں رہائش پذیر ملک اعوان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ایم ایس سی اکنامکس قد 5 فٹ 5 انچ رنگ سفید کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-8028983
35202295

☆لاہور میں رہائش فیملی کو اپنی بیٹی عمر 22 سال، تعلیم بی، ایس، سی (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کی رہائش قابل ترجیح ہوگی۔

برائے رابطہ: 0321-4512840

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی شمالی گلستان جوہر 2 کے رفیق ظفر الطاف صدیقی کی والدہ وفات پاگئیں

☆ حلقہ کراچی شمالی گلشن معمار کے نقیب کنور عبدالوحید کے بہنوئی وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

پیمانِ وفا باندھا تھا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ملک میں آف شور کا شور ابھی تھما نہیں...... امت کے زوال اور اسباب زوال پر سوچ بچار کرتے ہوئے آزادی سے قبل کی طویل داستان میں سزائے حبسِ دوام بہ عبور دریائے شور تازہ ہوگئی۔ قبل از آزادی قطار اندر قطار عبقری شخصیات جان ہتھیلی پر رکھے قربانیوں کی بے مثل داستانیں رقم کرتی چلی گئیں۔ جزائر مالٹا اور جزائر انڈیمان ونکوبار سے چل کر ہم جزائر پاناما تک جا پہنچے۔ کالے پانی، دریائے شور تا آف شور! ایک کہانی ہے شاندار عزیمتوں، نہ دبنے، نہ جھکنے، نہ بکنے والے لازوال ایمان میں گندھے کرداروں کی۔ دوسری کہانی ہے حقیر دنیا۔ دنیائے دنی سے چمٹنے والے کرسی، اقتدار، مال کی ہوس میں نوچ کھسوٹ، آپا دھاپی، کھینچا تانی، خود فراموشی، قوم فروشی پر مبنی کرداروں کی۔

حدیث میں فتنۂ دجال اور قرب قیامت کے فتنوں میں شدید جنگ کے تذکرے میں کثرت اموات یوں بیان ہوئی ہے کہ ایک پرندہ ان لاشوں کے اوپر اڑنا شروع کرے گا، اسے اڑتے اڑتے موت آ جائے گی لیکن لاشیں ختم نہیں ہوں گی۔ (مسلم) یقیناً ان جنگوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ تاہم حقیقی اموات سے پہلے سیرت و کردار کے اعتبار سے موت عین اس حال کو پہنچ چکی ہے کہ امت میں زندگی کے آثار تلاش کرتے 59 مسلم ممالک کی قیادتوں کی (کم از کم) پہلی دو تین صفوں کو یکجا کر دیں۔ ان پر سے پرندہ اڑتے اڑتے گر کر مر جائے گا معنوی زندگی نہیں ملے گی! نہ ہوئے رومی جو دل گرفتگی لیے انسانم آرزوست کی پکار لگاتے پھرتے۔ آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا۔ تونس لگے پیاسے اونٹ کی سی کیفیت لیے مال لوٹنے، کھسوٹنے، سمیٹنے کی ایک ہوس ہے۔ مال کے استعمال کی اس سے بھی بڑھ کر دیوانی کہانیاں ہیں جو مسلمانوں کی ایمانی، اخلاقی گراوٹ کا ایک خوفناک ایکسرے دکھاتی ہیں۔ اندازہ کیجیے سیکرٹری خزانہ بلوچستان کے گھر چھاپے کی داستان۔ سونا، ڈالر، ریال، پاؤنڈ سبھی کچھ گھر اٹھا لائے۔ نیب کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ سیکرٹری خزانہ تھے، سو ملک بھر میں لوٹ مار کی داستانیں پڑھ سن کر سارا خزانہ حفاظت کی خاطر گھر لے آئے ہوں گے!

اس ہمہ نوع آف شور (50 ارب ڈالر) پر شور مچانے والوں کے اپنے دامن کون سے پاک ہیں۔ پہلا پتھر وہ مارے جو خود پاک ہو! سو پورا ملک چور مچائے شور کا منظر پیش کر رہا ہے۔ ایسے میں عبور دریائے شور میں جھلملاتے کرداروں کی کہانیاں ڈیڑھ صدی کا فاصلہ طے کر کے آج بھی ولولۂ تازہ کا سامان کرتی ہیں۔ اگر دل زندہ ہو تو! المیہ تو یہی ہے کہ بہت سے مردہ ہیں جنہیں مردہ کہنے کی اجازت ہی نہیں۔ حتیٰ کہ مردہ سمجھنے کی بھی اجازت نہیں۔ (البقرۃ۔ آل عمران) اور بہت سے زندہ ہیں جن میں زندگی کی رمق بھی نہیں۔ مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس! مردنی کی سب سے بڑی علامت فرنگی نفس ہونا! ایک وہ گروہ جزائر انڈیمان میں محبوس جو سزائے موت پا کر خوشی کے شادیانے بجاتا ہے۔ مولانا جعفر تھانیسریؒ، مولانا یحییٰ، مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ اور ساتھی! تا آنکہ شہادت پر ان کی اس حیران کن خوشی پر سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا جاتا ہے۔

کردار کی وہ ضو اور فرنگی کی باقیات ہر مسلم ملک میں آج بھی آمنے سامنے موجود ہے۔ قطار اندر قطار بنگلہ دیش میں پھانسی کا پھندا چومنے والے قمر الزمانؒ، عبدالقادر ملاؒ، علی احسن مجاہدؒ، اور اب مطیع الرحمان نظامیؒ۔ شہدائے نظریۂ پاکستان! شہدائے اقامتِ دین! دوسری طرف فرنگی صفت، بنیا نہاد دجالنی حسینہ واجد۔ یہی کہانی مصر کی ہے۔ انصاف کے نام پر دجالی کا ناعدل جو برابا ڈاکو چھوڑے گا عیسیٰؑ کو سولی چڑھانا چاہے گا۔ (بالآخر خود نابود ہو جائے گا)۔ مطیع الرحمان نظامیؒ کی شہادت پر غمناک ہو کر نجانے کالم نگار کیونکر حکومتِ پاکستان اور خارجہ پالیسی کا رونا رو رہے ہیں: ہم نے سفارتی دباؤ کیوں نہ ڈالا؟! وزیر خارجہ کی غیر موجودگی میں یتیم و یسیر خارجہ پالیسی! پرویز مشرف ایک خارجہ پالیسی پاکستان کی خودمختاری کا امریکہ کے ہاتھ سودا کرتے ہوئے دے گئے تھے۔ سو اب جان کیری کفایت کرتے ہیں ہمیں بھی! نوکر کیہہ تے نخرہ کیہہ! اور پھر جو مطیع الرحمان ہو گیا وہ تو خود لقائے ربی کا مشتاق ہے۔ ان کی شان ہی سے فروتر ہے کہ امریکی غلام، بھارتی غلاموں سے کہہ کر حیات جاوداں کے شائق کے لیے زندگی مستعار کی بھیک مانگے! نظامی شہید نے بجا فرمایا تھا: میں رحم کی اپیل نہیں کروں گا۔ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ نے شہادت قبول فرمالی تو اس سے بڑی خوشی کیا ہوگی! ہم تو خود امریکی ایجنڈوں کی تکمیل میں اہل دین میں موت بانٹ رہے ہیں۔ ڈھائی ماہ میں دریائے سندھ سے 32 تشدد زدہ لاشیں ملی ہیں۔ خیبر، بلوچستان میں بھی ایسی لاشوں کی خبریں مسلسل آتی رہیں۔ جبری لاپتگی کا روگ جو ہم نے مقبوضہ کشمیر کا ہی سن رکھا تھا پرویز مشرف کے دور سے آج تک اب یہ ہمارا بھی مقدر ہے۔ لاپتہ افراد کمیشن میں 99 نئے مقدمات درج ہوئے ہیں۔ زیر تفتیش کیس 1350 ہیں۔ اُدھر امریکہ نے شامی شہریوں کے قتل عام (بمباریوں سے) پر معافی مانگنے سے انکار کر دیا۔ ٹھیک ہی انکار کیا۔ ایک معافی سے تو امریکہ کے ہاتھوں مقتولین کے لواحقین کی داڑھ بھی گیلی نہ ہوگی۔ خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد! اب برساتیں خواہ چھاجوں مینہ برسائیں ناکافی ہی رہیں گی۔ پوری دنیا میں امریکی جنگ نے خون کی ندیاں بہائیں۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے ماہرین کی کمیٹی برائے انسداد ایذا رسانی و جسمانی سزائیں، سعودی عرب سے مطالبہ کر رہی ہے کہ کوڑے مارنے اور ہاتھ کاٹ دینے جیسی جسمانی سزاؤں کا سلسلہ بند کریں! چھلنی بول پڑی سو چھیدوں والی! امریکی ماسٹر ٹرینرز دنیائے اسلام میں جا بجا آلات ایذا رسانی اور لتر، بیڑیاں فراہم کرتے، تربیت دیتے عقوبت خانے بنواتے پھرے۔ ایذا رسانی میں طاق ان سارے ممالک میں جو کچھ ہوتا رہا کیونکہ وہ گلوبل ولیج کے چودھری کے ایماء پہ تھا، سو عین حق تھا۔ شریعت کے قانون کے تحت سزا بے رحمی قرار پائی۔ شام کی اجڑی بستیوں کی تصاویر نیٹ، سوشل میڈیا پر

امریکی، مغربی رحمدلی کا بیّن ثبوت ہیں۔ 90 سالہ پروفیسر غلام اعظم کی مظلومانہ قید و بند اور انتقال (جیل میں ہی) 73 سالہ مطیع الرحمان کی مبنی بر ظلم پھانسی اور ناتواں معصوم ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر تو انسداد ایذا رسانی والے کور چشم، بہرے گونگے بن رہے۔ اسلامی سزاؤں کے اصلاحی، انسدادی، خیر خواہانہ شاندار الٰہی، نبوی ﷺ نظام پر جاہلانہ گرفت ان کی اسلام سے لاعلمی اور بغض کا شاخسانہ ہے۔ (تفصیل ملاحظہ ہو تفسیر سورۃ النور آیت 1,2، تفہیم القرآن۔ سید مودودیؒ)

امریکی خون آشامی میں اگر کوئی کسر تھی تو مسلم دنیا خیر منائے۔ ٹرمپ صدارتی دوڑ میں اپنے اسلام دشمن مذموم عزائم کے واشگاف اظہار کے ساتھ بڑھا چلا آ رہا ہے۔ کیا ہم اسی تنخواہ پر کام کیے چلے جائیں گے؟ غلامانہ ذہنیت کا عالم تو یہ ہے کہ ایک ہم جنس پرستی کے حامی اور موید مسلمان صادق خان کے لندن کے میئر بن جانے پر شادیانے بج رہے ہیں۔ خوشی دیدنی ہے! حالانکہ موصوف نے شراب خانے سے انتخابی مہم کا آغاز فرمایا۔ گوروں سے بڑھ کر گورا۔ نہ ہوئے مالٹا میں عبور دریائے شور کی سزا کاٹتے ایک اور تاریخ ساز، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ! برطانوی تسلط کے مقابل آزادی کی جنگ لڑتے انہیں کیا خبر تھی کہ جنہیں وہ اپنے جسم و جان کی قوتوں کی ہر رمق نچوڑ کر آزادی کی نعمتِ عظمیٰ سے ہمکنار کریں گے وہ ازسرِ نو نشۂ غلامی میں مبتلا ہو جائیں گے! فرنگی کو یہ شاباش تو لازماً پہنچتی ہے کہ اس نے شاہین بچوں کو خاکبازی کے اسباق ایسے پختہ کروائے، نظام تعلیم ایسا مسلط کیا کہ روئیں روئیں میں بوئے غلامی، شوقِ غلامی بھر دیا۔ اقبالؒ کی تعلیم رہی سہی کھرچنے کو رینڈ کارپوریشنی شارحین کالجوں، جامعات میں بٹھا دیے۔ اسلام کے نام پر مبنی جامعہ میں طالبات کو اقبالؒ یوں پڑھایا گیا کہ وہ تو عام شاعروں میں سے ایک شاعر تھا، خاص مقام کا حامل نہ تھا! اور یہ بھی کہ قرآن نے (الشعراء) تو شاعروں کی مذمت ہی کی ہے! کیا خوب کہ مذمت شدگان سے تو نصاب بھر دیے اور جنہیں سورۃ میں ایمان و عمل صالح اور نظریے کی بنیاد پر استثناء دی۔ ستم ظریف نے اقبالؒ نکال دیا کہ یوں! سو آج کا پاکستان؟

میں نے تجھ ﷺ سے کبھی پیمانِ وفا باندھا تھا
وہ مگر قصۂ ماضی کے سوا کچھ بھی نہیں!

☆☆☆

امام یحییٰ بن شرف الدین النوویؒ کے مجموعۂ احادیث

رمضان المبارک کا خصوصی تحفہ

اربعینِ نوویؒ

کی تشریح و توضیح پر مشتمل

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطاباتِ جمعہ

852 صفحات ✿ دو حصوں پر مشتمل ضخیم کتاب
✿ دیدہ زیب ٹائٹل ✿ امپورٹڈ بک پیپر ✿ معیاری طباعت

رمضان المبارک میں خصوصی رعایتی قیمت
600 روپے کی بجائے صرف 250 روپے

خود پڑھیے ...... احباب کو تحفہ میں دیجیے!

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501
email: maktaba@tanzeem.org website: www.tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام

داخلے جاری ہیں

(پارٹ I اور II)
رجوع الی القرآن کورسز

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد و خواتین
1. عربی صرف و نحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) برائے مرد حضرات
1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- کلاسز کا آغاز یکم اگست بروز سوموار سے ہو رہا ہے
- خواہش مند خواتین و حضرات داخلہ کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: داخلہ کے خواہشمند یکم اگست تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔
پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
email:irts@tanzeem. org
ندیم سہیل
0322-4371473

امریکہ شام کے باغیوں کی بھی مدد کر رہا ہے۔ اور بشارالاسد کی بھی اسی لیے کوئی امن مشن کامیاب نہیں ہو رہا: ایوب بیگ مرزا

اگر ایران نے شام اور عراق میں لڑنے والوں کو اپنی شہریت دی تو اس اُمت میں فساد کو کوئی نہیں روک سکے گا: اوریا مقبول جان

اگر مسلم حکمرانوں نے اپنے ہاتھ کاٹ کر امریکہ اور روس کے حوالے کر دیئے تو شام میں امن کیسے قائم ہوگا: رضاء الحق

شام کی صورت حال اور پاکستان کے اندرونی حالات کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: شام میں کافی عرصہ سے خانہ جنگی جاری ہے۔ میڈیا پر خبریں آتی رہتی ہیں کہ وہاں Peace Process جاری ہے۔ یہ کیسی صورتحال ہے کہ پیس پراسس بھی جاری ہے اور شامی عوام پر حملے بھی نہیں رک رہے۔ آپ فرمائیں کہ شام کی اصل صورت حال ہے کیا؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ آج دنیا میں منافقت پوری طرح غالب آچکی ہے۔ دنیا کے تمام معاملات میں ڈپلومیسی کا اہم رول ہے۔ ڈپلومیسی کا لفظ استعمال کر کے اصل میں ایک منفی کام کو اچھا نام دیا جاتا ہے۔ امریکہ سپر پاور کہلاتا ہے لیکن اس کی ہمیشہ اسٹریٹیجی ہوتی کہ ہم نے دشمن کو کس انداز میں دھوکہ دینا ہے۔ یعنی ایسی ڈپلومیسی اختیار کی جائے کہ جس سے نظر کچھ آئے اور کیا کچھ جائے۔ یعنی دوسرے کو دھوکے میں رکھنا ان کی پالیسیوں کا بنیادی جزو بن چکا ہے۔ شام کے پیس پراسس میں بھی نہ تو امریکہ سنجیدہ ہے اور نہ نیک نیت ہے۔ یہی کام افغانستان میں بھی امریکہ نے کیا تھا کہ جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو امریکہ نے تمام مجاہدین اکٹھے کر کے اسلام اور سوویت یونین کو آمنے سامنے کر دیا تھا۔ ان مجاہدین کو امریکہ ہر قسم کا اسلحہ اور کیش دیتا تھا لیکن جب دیکھتا کہ مجاہدین بہت آگے بڑھ گئے ہیں تو فوراً ہاتھ کھینچ لیتا اور سوویت یونین کو موقع دیتا۔ پھر جب دیکھتا کہ مجاہدین پسپا ہو رہے ہیں تو ان کی مدد کرتا اور سوویت یونین کو مار پڑنا شروع ہو جاتی۔ امریکہ نے مجاہدین کو سٹنگر میزائل آخر وقت میں دیئے جب اس نے سمجھا کہ اب جنگ کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ شام میں بھی یہی تاریخ دوہرائی جا رہی ہے۔ اگرچہ وہاں امریکہ کا پہلا ٹارگٹ بشارالاسد کی حکومت کا خاتمہ تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ بشارالاسد کی پشت پر روس کھڑا ہے تو اس نے اس صورتحال کو مسلمانوں کے کشت و خون کا ذریعہ بنا لیا۔ امریکہ شام کے باغیوں کی بھی مدد کر رہا ہے اور کسی نہ کسی صورت میں بشارالاسد کی بھی مدد کر رہا ہے۔ اسی وجہ سے یہ امن مشن کامیاب نہیں ہو رہا ورگرنہ بڑی آسانی سے روس بشارالاسد کو ڈکٹیٹ کر سکتا ہے اور امریکہ بھی باغیوں کو روک سکتا ہے۔ لیکن چونکہ امریکہ اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے اور وہ چاہتا ہے کہ مسلمان

مرتب: محمد رفیق چودھری

آپس میں لڑتے رہیں۔ لہٰذا کسی پیس پراسس کے کامیاب ہونے کے سرے سے کوئی امکانات نہیں ہیں۔

رضاء الحق: شام میں پیس پراسس کے حوالے سے اس وقت جنیوا میں مذاکرات ہو رہے ہیں۔ اس سے پہلے ویانا اور میونخ میں یہ مذاکرات ہو چکے ہیں جہاں ایک "انٹرنیشنل سیرین سپورٹ" گروپ (ISSG) بنایا گیا۔ اس میں یورپی یونین، کچھ عرب ممالک، ترکی، مصر اور کچھ باغی گروپس شامل ہیں۔ دوسری طرف ایک رشین گروپ ہے جس میں ایران، عراق، حزب اللہ اور بشارالاسد حکومت شامل ہیں۔ یہ سب ویانا میں اکٹھے ہوئے اور یہ طے کیا کہ ہم شام کے مسئلے کو حل کریں گے۔ مذاکرات کا اگلا راؤنڈ فروری میں جنیوا میں شروع ہوا لیکن صرف دو دن مذاکرات ہو سکے کیونکہ باغیوں کی نمائندگی کرنے والے 34 باغی گروپس جن میں جیش الاحرار سب سے زیادہ آگے ہے نے یہ کہہ کر مذاکرات سے علیحدگی اختیار کر لی کہ روس نے ہمارے اوپر حملہ کیا ہے اور واقعی روس تو کھل کر بشارالاسد کو فضائی سپورٹ کر رہا ہے۔ اب مذاکرات کا تیسرا راؤنڈ جنیوا میں ہے۔

سوال: پیس پراسس کے جتنے مرضی مراحل ہوں زمینی حقائق یہ ہیں کہ شامی عوام مر رہے ہیں۔ چھوٹے بچے مر رہے ہیں اور اس کی خبریں عام طور پر سوشل میڈیا کے ذریعے زیادہ آرہی ہیں ہمارا الیکٹرانک میڈیا اس کو اس انداز میں رپورٹ نہیں کر رہا۔

ایوب بیگ مرزا: دیکھئے! بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ جو قوتیں یہ امن مشن چلا رہی ہیں ان کی نیت میں فتور ہے۔ میں دو آدمیوں میں صلح کرانا چاہتا ہوں اگر میری نیت میں فتور ہے تو صلح کیسے ہوگی؟

رضاء الحق: جس طرح بشارالاسد کی فوج روس اور ایران کی مدد کے بغیر نہیں چل سکتی بالکل اسی طرح بشارالاسد کے خلاف بنایا گیا 34 باغی گروپس کا مشترکہ محاذ جس کا نام HNG (Higher Negotiation Committee) کمیٹی رکھا گیا ہے، ان میں جیش الاحرار سب سے اوپر ہے ان سب کی سپانسرشپ امریکہ اور یورپ سے آتی ہے۔ تو جب ہم نے اپنے ہاتھ کاٹ کر دوسروں کو دے دیئے ہیں کہ آپ مذاکرات کریں اور معاملات کو طے کروائیں تو امن مشن کیسے کامیاب ہوگا؟

سوال: شام کے حالات 2011ء سے خراب ہیں۔ آپ نے 2012ء میں اسی پروگرام میں فرمایا تھا کہ بشارالاسد کی حکومت چند دن کی مہمان ہے۔ لیکن آج 2016ء تک اس کی حکومت اسی طرح قائم ہے اور شامی عوام متواتر مر رہے ہیں؟ ایک رائے یہ بھی ہے کہ ان ملکوں کو جنگوں میں اس لیے الجھایا گیا ہے تاکہ اسرائیل کو اس خطے میں کوئی خطرہ نہ رہے۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں یہ بڑی قوتوں (امریکہ اور روس) کے آپس کے معاملات ہیں اور دونوں اسلام دشمن ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ مشرق وسطیٰ کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہے گی

اور یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہو جائے گی کہ کون سے ممالک تھے جو اسرائیل کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ سب سے پہلے مصر تھا جو اس وقت مسلمانوں کا سب سے طاقتور ترین ملک تھا اور 1974 کی عرب اسرائیل جنگ میں مصر اسرائیل پر حاوی ہو گیا تھا لیکن امریکہ کے اس جنگ میں کود جانے سے مصر کی فتح شکست میں بدل گئی۔ اس کے بعد عراق خطے کا سب سے زیادہ طاقتور ملک تھا اس پر جھوٹے اور انتہائی بیہودہ الزامات لگا کر اس کو ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد کچھ جان تھی تو ملک شام میں تھی۔ کیونکہ سعودی عرب یا عرب امارات عسکری لحاظ سے کہیں بھی سٹینڈ نہیں کرتے۔ لہٰذا اب شام میں یہ خونی کھیل اسرائیل کی سکیورٹی کے لیے کھیلا جا رہا ہے۔

رضاء الحق: میں اس میں دو باتوں کا مزید اضافہ کرنا چاہوں گا آپ تاریخ کا جائزہ لیجیے کہ بالفور ڈیکلریشن سے لے کر اسرائیل کے قائم ہونے تک اور اس کے بعد بھی اسے دوام بخشنے میں امریکہ، یورپ اور برطانیہ نے انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف جتنی بھی قرار دادیں آئی ہیں ان کو انہی ممالک نے ویٹو کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی حالیہ رپورٹس میں بھی یہ بات آئی ہے اور ہیومن رائٹس نے بھی کہا ہے کہ پچھلے ایک سال سے اسرائیل میں یہودی آبادکاری میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ فلسطینیوں کے گھر گرائے جا رہے ہیں، ان کو غزہ جیسے علاقوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ پچھلے دنوں ہولوکاسٹ ڈے پر اسرائیل کے کمانڈر نے کہا کہ ’’مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ہم بھی وہی کام نہ کرنے لگ جائیں جو ہولوکاسٹ میں ہمارے ساتھ ہوا تھا۔‘‘ حقیقت میں اسرائیل یہی کام کر رہا ہے لیکن اس سارے معاملے کو پس پردہ رکھنے کے لیے شام میں امن مشن جاری ہے تاکہ دنیا کی توجہ شام پر رہے۔ شام مسلم ممالک میں تیسری بڑی فوجی طاقت تھی لیکن اب اس کی طاقت بہت کم رہ گئی ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے بھی اسرائیل کی سکیورٹی یورپ اور امریکہ کی اولین ترجیح ہے۔

سوال: اوریا مقبول جان صاحب! شام میں جاری جنگ کی وجہ آپ کے خیال میں اندرونی خانہ جنگی ہے، بیرونی مداخلت ہے یا عرب ورلڈ میں کوئی گریٹ گیم چل رہی ہے؟ اگر یہ گریٹ گیم ہے تو اس کا ماسٹر مائنڈ کون ہے؟

اوریا مقبول جان: آپس کی خانہ جنگی بہت عرصہ سے جاری تھی لیکن تازہ ترین جو صورت حال ہے اس میں امریکہ اور یورپ چاہتے تھے کہ عرب دنیا میں ایک طوفان برپا ہو۔ اس کے لیے انہوں نے سب سے پہلے عرب کا جو مقبول ترین بندہ تھا صدام حسین اس پر حملہ کیا اور عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اس کے بعد وہ وہاں پر ایسی حکومت بھی بنا سکتے تھے جس میں تمام گروہوں کی نمائندگی ہوتی۔ لیکن انہوں نے وہاں پر 51 اور 49 کے تناسب والی حکومت بنانے کی کوشش کی۔ یعنی اگر 51 فیصد وہاں پر شیعہ تھے تو 49 فیصد سنی بھی تھے۔ پھر ایران کو بھی وہاں پر کھل کھیلنے کا موقع دیا گیا کیونکہ ایران کے ساتھ امریکہ کا پرانا معاشقہ چل رہا تھا۔ اس لیے کہ اگر ایران مقتدر الصدر کو نہ بٹھاتا اور سیستانی صدام کے خلاف جہاد کا اعلان نہ کرتے تو امریکہ عراق میں اپنے پاؤں نہیں جما سکتا تھا۔ پھر جب امریکہ نے

> ایرانیوں نے کبھی بھی اپنی تاریخ کو اسلام کے ساتھ نہیں جوڑا لہٰذا ایرانیوں کو اسلام کا واسطہ دے کر بھی کوئی بات نہیں منوائی جا سکتی۔

سنی ٹرائی اینگل کے خلاف فلوجہ اور دوسرے شہروں میں ایکشن شروع کیا تو لوگ حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کو عراقی حکومت نے کچلنے کی کوشش کی تو نتیجہ میں Retaliation پیدا ہوئی۔ جو پہلے الزرقاوی اور پھر ابوبکر البغدادی کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ بلکہ اس سے پہلے عمر البغدادی تھا جو اس سارے پراسس کو چلاتا تھا۔ اس کے بعد اس Retaliation کا اثر شام میں بھی جانے لگا۔ چونکہ شام میں ایرانی مفاد بھی تھا اور حزب اللہ کو بھی وہاں اتنی اہمیت حاصل تھی کہ شامی فورسز حزب اللہ کی وجہ سے لبنان میں جا کر لوگوں کو کنٹرول کرتی رہیں جہاں پہلے سے ’’عرب اسپرنگ‘‘ کے نام سے موومنٹ چل رہی تھی۔ چنانچہ شامی فورسز کی مداخلت کی وجہ سے وہاں سے ایک عرب موومنٹ پیدا ہوئی۔ شام میں چونکہ روس کا مفاد الگ تھا اور امریکہ کا الگ تو اس سے پھر ان دونوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ اب روس، ایران، عراق اور شام کی حکومت ایک طرف ہے اور دوسری طرف امریکہ اور سعودی عرب والا گروپ ہے۔ ان دونوں بڑی طاقتوں کے درمیان عام لوگ مارے جا رہے ہیں۔ اس وقت حلب میں آزاد سیرین آرمی لڑ رہی ہے اور حلب کا وسیع رقبہ داعش کے پاس ہے۔ یہ تین مختلف قسم کے گروپس ہیں جو متحد نہیں ہو رہے۔ سعودی عرب وہاں پر جیش الاسلام کو سپورٹ کر رہا ہے۔ اخوان المسلمون کی اپنی ایک موومنٹ بھی وہاں چل رہی ہے۔ حزب اللہ وہاں پہ پہنچی ہوئی ہے۔ ایران العباس کے نام سے موومنٹ چلا رہا ہے جس میں پاکستان اور افغانستان سے لوگوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور وہاں پر شیعہ سنی conflict پیدا کیا جا رہا ہے، حالانکہ یہ ایران اور سعودی عرب کی لڑائی ہے جس کو شیعہ سنی لڑائی بنا دیا گیا ہے۔

سوال: شام میں جاری جنگ کو الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا مختلف انداز میں رپورٹ کر رہے ہیں۔ یہ فرمائیے کہ شام میں جاری جنگ کی اصل صورت حال جاننے کے لیے کس میڈیا پر Rely کیا جائے؟

اوریا مقبول جان: میرا خیال ہے کہ کوئی بھی نہیں۔ اس لیے کہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا وہ سارا کا سارا یورپ کے کارپوریٹ سیکٹر کو سپورٹ کرتا ہے۔ چونکہ شام میں جنگ کی صورت حال ہے لہٰذا سوشل میڈیا بھی وہاں پر کوئی کردار ادا نہیں کر سکتا۔ ورنہ جتنا ظلم اور جتنی بربریت شام میں ہوئی ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایران اور حزب اللہ اسے شیعوں کے خلاف جنگ سمجھتے ہیں دوسری طرف سنی آپس میں متحد ہی نہیں ہیں اور سب آپس میں لڑ رہے ہیں اور خون خرابہ ہو رہا ہے۔

سوال: جیسا کہ آپ نے بھی فرمایا کہ ایران شام اور عراق کے لیے پاکستان اور افغانستان سے Recruiting کر رہا ہے۔ اسی طرح 2 مئی کے ڈیلی ڈان اخبار کے مطابق ایرانی حکومت کی طرف سے ایک Terrible اعلان منظر عام پر آیا تھا کہ پاکستان اور افغانستان کے جو شہری شام میں ایران کی طرف سے لڑ رہے ہیں ان کو ایرانی شہریت دی جائے گی۔ آپ کے خیال میں ایران کا یہ اقدام کس حد تک درست ہے؟

اوریا مقبول جان: دیکھئے! میں خود ایران میں رہا ہوں۔ معلوم نہیں ایران عراق جنگ کے دوران کتنے پاکستانی مارے گئے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ اس جنگ میں ایک آدمی وہاں گیا ہوا تھا۔ اس کے دو بچے اس جنگ میں مارے گئے تھے اور وہ چاہتا تھا کہ ان کو ایران کے مرکزی قبرستان جس میں آیت اللہ خمینی کا مزار ہے وہاں دفن کیا جائے لیکن ایرانیوں نے کہا کہ یہاں تو صرف ایرانی دفن ہو سکتے ہیں۔ آپ کو تو خارجیوں کے قبرستان میں جگہ دی جائے گی۔ آج بھی وہاں خارجیوں کا قبرستان علیحدہ ہے اور ایرانیوں کا علیحدہ ہے۔ خارجی وہ ہیں جو باہر سے آ کر وہاں لڑتے ہیں۔ ایرانی بنیادی طور پر ایک خودغرض قوم ہے اور ایرانی سیاست کی بنیاد پہ آگے بڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اور کوئی مسئلہ نہیں۔

سوال: ایرانی اگر سیاست کی بنیاد پر آگے بڑھتے ہیں تو اس خبر کے مطابق تو ایران کے لیے لڑنے والوں کو وہ ایران کی شہریت آفر کر رہے ہیں تو کیا ان کی باتوں میں تضاد

نہیں ہے؟

اوریا مقبول جان: ہوسکتا ہے لیکن شام اور عراق سے کوئی زندہ واپس آئے گا تو شہریت دیں گے نا۔ اگر ایران کے اس اعلان کے مطابق عمل ہو گیا تو اس امت میں فساد کوئی نہیں روک سکے گا۔

رضاء الحق: اوریا مقبول جان صاحب نے پوری صورتحال کو بڑے جامع انداز میں بیان کیا ہے میں اس میں دو چیزوں کا اضافہ کرنا چاہوں گا۔ ایک تو دیکھئے کہ داعش کو شروع سے ہی ایک ٹاسک دیا گیا تھا کہ ایک طرف خلافت کا اعلان کیا جائے اور ایسے ظاہر کیا جائے کہ یہاں اسلام قائم ہو رہا ہے۔ لوگ مختلف جگہوں سے آ کے بھرتی ہو رہے ہیں اور پوری دنیا سے بھرتیاں ہوئیں بھی اور بہت سارے لوگ جو اچھے جذبے کے ساتھ وہاں گئے تھے وہ شہید بھی ہوئے لیکن اب داعش کا رول بالکل مختلف طور پر سامنے آیا ہے۔ ٹاسک دینے والی قوتیں ہی اب اسے گلوبل سطح پر threat کے طور پر پیش کر رہی ہیں کہ یہ تو بلجیم میں حملے کر رہے ہیں، پیرس میں کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خلافت بھی بدنام ہوئی، خلافت کا نام بھی بدنام ہوا، اسلام کو بھی انہوں نے بدنام کیا اور شام میں بھی ان کا کوئی خاص رول سامنے نہیں آیا۔ دوسری بات یہ کہ شام میں اس وقت ایران جو مداخلت کر رہا ہے اس کی مذمت کی جانی چاہیے۔ کیونکہ یہ کسی علاقائی بالادستی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک اسلامی ریاست کا مسئلہ ہے۔ جہاں ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے شہری موجود ہیں۔

سوال: میرے خیال میں یہ جنگ علاقائی بالادستی کی جنگ نہیں رہی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مسلکی بالادستی کی جنگ بن چکی ہے؟

رضاء الحق: ایسا ہونا نہیں چاہیے تھا۔ جس طرح ایران نے شام میں لڑنے والوں کو شہریت دینے کا اعلان کیا ہے اس طرح کا بیان اگر سعودی عرب کی طرف سے بھی آئے تو ہم اس کی بھی بھرپور مذمت کریں گے۔ ہمارے انٹیلی جنس اداروں کو ایسے لوگوں کو فوری طور پر شناخت کرنا چاہیے جو ایران کی طرف سے جا کر لڑ رہے ہیں اور ان کو اسی طرح ایک threat کے طور پر دیکھا جائے کہ یہ پاکستان کے سکیورٹی اداروں پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور دوسرے ممالک میں جا کر بلاوجہ مداخلت کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ پاکستانی حکومت کو ایرانی حکومت سے یہ معاملہ سفارتی سطح پر بھی اٹھانا چاہیے کہ یہاں سے لوگوں کو بھرتی کرنے کا مقصد کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: انٹیلی جنس اداروں کے لیے ایسے لوگوں کی چھان بین کوئی آسان کام نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ وہ اس طرح بھرتی نہیں کرتے کہ ہم آپ کو جنگ کے لیے لے جا رہے ہیں بلکہ ایسے لوگ وہاں زیارتوں کے لیے جاتے ہیں۔ اب انٹیلی جنس ادارے کسی کو زیارت کے لیے جانے سے کیسے روکیں گے۔ لہٰذا اس کا حل یہ ہے کہ ایران کے ساتھ سفارتی سطح پر بڑی سنجیدگی سے یہ مسئلہ اٹھایا جائے اور انہیں باقاعدہ یہ کہنا چاہیے کہ آپ اس چیز کو روکیں وگرنہ ہم سعودی عرب کو نہیں روک سکیں گے کہ وہ یہاں سے ایران کے خلاف لڑنے کے لیے بھرتیاں شروع کر دے۔ یہی چیز ان کو ایسا کرنے سے روک سکتی ہے۔

سوال: ایوب بیگ صاحب! شام کے مسئلے کا مستقل حل کیا ہے آپ کی نظر میں؟

> **ہمارے انٹیلی جنس اداروں کو ایسے لوگوں کی شناخت فوری طور پر کرنی چاہیے جو ایران کی طرف سے شام اور عراق میں لڑ رہے ہیں۔**

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ شام کا مسئلہ بہت الجھا ہوا ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں ملکی سطح پر اس جنگ میں عدم مداخلت کو یقینی بنانا چاہیے۔ وہاں جا کر لڑنے کی کسی کو اجازت دینی چاہیے اور نہ ہی سفارتی سطح پر بیچ میں آنا چاہیے۔ اس لیے کہ سیاسی طور پر امریکہ نے اس مسئلہ کو اس انداز میں الجھایا ہوا ہے کہ اگر ہم نے اس کو سیاسی طور پر حل کرنے کی کوشش کی تو یہ مزید بگڑ جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر بشارالاسد وہاں ظلم کر رہا ہے اور وہ عوام کا نمائندہ نہیں رہا تو وہاں اس کے خلاف لڑنے والے متحد ہو جائیں اور اپنا ایک نکاتی ایجنڈا بنالیں کہ ہم بشارالاسد کی حکومت نہیں چاہتے لہٰذا یہاں انتخابات کروائے جائیں اور ان انتخابات میں نہ امریکہ مداخلت کرے اور نہ روس مداخلت کرے۔ ایک غیر جانبدار حکومت قائم کی جائے۔ آج کے دور میں حکومت کرنے کا حق صرف اس شخص کو حاصل ہے جس کو اس کی عوام حق دے۔ جبکہ بشارالاسد وہاں اہل تشیع کی بھی نمائندگی نہیں کر رہے بلکہ وہ ایک خاص علوی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ فرقہ شام میں اقلیت میں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر واقعتاً کوئی چاہتا ہے کہ وہاں امن ہو تو وہاں ایک عبوری حکومت قائم کی جائے جو وہاں منصفانہ انتخابات کروا دے۔ اس میں بشارالاسد اور دوسرے لوگ بھی حصہ لیں اور پھر وہ فیصلہ کرے کہ شام میں حکومت کرنے کا حق کس کو ہے، ان انتخابات کا جو بھی فیصلہ ہو سب اسے تسلیم کریں ورنہ اگر یہ جنگ جاری رہی تو اس کا نتیجہ سوائے انارکی کے اور کچھ نہیں نکلے گا۔

رضاء الحق: دنیا بھر کے مسلمانوں اور ان کی حکومتوں کو چاہیے وہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتی ہوں یا سنی مسلک سے انہیں ایک چیز اپنے سامنے رکھنی چاہیے ہمارے لیے سب سے مقدم دین اسلام ہے اور اس کے بعد مسلکی اور علاقائی بالادستی کی بات آتی ہے۔ لہٰذا اس طرح کا طرزعمل جس میں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی ہو یا ایک دوسرے کو جنگ میں Proxys کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہو وہاں اسلام کو تو قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ مسلمانوں کی طاقت پوری دنیا میں کم ہوگی۔ اور اگر ہم نے اپنے ہاتھ خود کاٹ کر امریکہ اور روس کے ہاتھ میں پکڑا دیے تو جیسے اس وقت ہو رہا ہے کہ ایران کی پشت پر روس ہے اور سعودی عرب کی پشت پر امریکہ اپنی گیم کھیل رہا ہے وہی اقوام متحدہ میں قراردادیں لا رہے ہیں اور وہی فیصلے کر رہے ہیں تو ان حالات میں اسلام اور مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ ایران کے مسئلے کو اسلام کے حوالے سے دیکھنا یہ ایک اچھی خواہش تو ہو سکتی ہے لیکن اگر آپ ایران کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایران نے کبھی بھی اسلام کے ساتھ تعلق نہیں جوڑا بلکہ ہمیشہ ایرانیت کو اہمیت دی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ شاہ ایران نے اڑھائی ہزار سالہ بادشاہت کا جشن منایا تھا۔ یعنی وہ کبھی بھی اپنی تاریخ کو سیاسی و عسکری طور پر بھی اسلام کے ساتھ نہیں جوڑتے۔ لہٰذا ایرانیوں کو اسلام کا واسطہ دے کر بھی کوئی بات نہیں منوائی جا سکتی۔

رضاء الحق: ہم تمام مسلمان حکمرانوں سے اپیل کر سکتے ہیں کہ اگر تو آپ نے کفار کی یلغار سے بچنا ہے تو اپنے آپ کو غیر مسلم ممالک کے اتحادوں سے دور رکھیں اور خود مل بیٹھ کر مذاکرات کریں، بات چیت کریں اور مسائل کا حل نکالیں۔ جب تک آپ خود اپنے مسائل حل نہیں کریں گے دوسرے آپ کی سرزمین پر اپنے اپنے مفادات کا کھیل کھیلتے رہیں گے۔

ایوب بیگ مرزا: جب 1979ء میں ایران میں اسلام کے نام پر خمینی انقلاب آیا تو اس کے بعد ایران کو اسلامی ممالک کے قریب ہونا چاہیے تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ پچھلے 35 سالوں سے ایران مذہب کے معاملے میں دوسرے اسلامی ممالک سے مزید دور ہوا ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ایران مذہب کے حوالے سے کبھی آگے نہیں بڑھے گا۔ ایران کے حکمرانوں، عوام اور خواص پر ایرانیت کی چھاپ اتنی گہری ہے کہ وہ اس سے آگے سوچ ہی نہیں سکتے۔ (باقی صفحہ 14 پر)

کن صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

محمد یوسف اصلاحی

ایسی معذوریاں جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔صرف 9 ہیں۔ ان میں سے کوئی معذوری بھی ہو تو روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے، ان معذوریوں کی تفصیل یہ ہے:

1۔سفر، 2۔ بیماری 3۔حمل، 4۔ ارضاع، یعنی بچے کو دودھ پلانا 5۔ضعف اور بڑھاپا 6۔خوف اور ہلاکت، 7۔جہاد، 8۔بے ہوشی، 9۔جنون۔

سفر

شریعت نے اپنے سارے احکام میں بندوں کی سہولت اور آسانی کا پورا پورا لحاظ کیا ہے اور کسی معاملے میں بھی ان کو کسی بے جا مشقت اور تنگی میں مبتلا نہیں کیا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں روزے کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے بھی قرآن نے مسافر اور مریض کی معذوری کا لحاظ کیا ہے اور ان کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے:

’’پس تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ وہ اس مہینے کے روزے رکھے۔ اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں (روزے رکھ کر) گنتی پوری کرلے۔‘‘ (البقرہ:185)

سفر خواہ کسی بھی غرض کے لیے ہو اور چاہے اس میں ہر طرح کی سہولتیں حاصل ہوں یا مشقتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہوں۔ ہر حال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ جس سفر میں کوئی خاص مشقت نہ ہو تو مستحب یہی ہے کہ روزہ رکھ لے، تاکہ رمضان کی فضیلت و برکت حاصل ہو سکے لیکن مشقت و پریشانی کی صورت میں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

2۔اگر روزے کی نیت کر لینے کے بعد یا روزہ شروع ہو جانے کے بعد کوئی شخص سفر پر روانہ ہو، تو اس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے البتہ اگر وہ روزہ توڑ دے تو کفارہ لازم نہ آئے گا۔

3۔اگر کوئی مسافر نصف النہار سے پہلے پہلے کہیں مقیم ہو جائے اور اس وقت تک اس نے روزے کو فاسد کرنے والا کوئی کام نہیں کیا ہے تو اس کے لیے بھی اس دن روزہ رکھنا ضروری ہے البتہ اگر وہ روزہ فاسد کر دے گا تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

4۔اگر کوئی مسافر کسی مقام پر کچھ دن قیام کا ارادہ کر لے، چاہے پندرہ دن سے کم ہی کا ارادہ کرے، تب بھی بہتر یہ ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ ان ایام میں روزہ نہ رکھنا مکروہ ہے اور اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ کرے تو پھر روزہ نہ رکھنا جائز نہیں۔

بیماری

1۔اگر روزہ رکھنے سے کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو یا یہ خیال ہو کہ دوا یا غذا نہ ملنے کی وجہ سے بیماری بڑھ جائے گی یا یہ خیال ہو کہ دیر میں صحت حاصل ہوگی تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ ایسا خیال کرنے کی کوئی معقول وجہ ضرور ہونی چاہیے۔ مثلاً یہ کہ کوئی نیک ماہر طبیب ہدایت کرے، یا اپنا بار بار کا تجربہ ہو، یا گمانِ غالب ہو، محض یوں ہی وہم و خیال کی بنا پر روزہ ترک کر دینا جائز نہیں۔

2۔اگر کسی نے محض اپنے وہم و خیال سے کہ شاید روزہ رکھنے سے مرض پیدا ہو جائے یا بڑھ جائے، نہ خود اس کا کوئی تجربہ ہے اور نہ اس نے کسی ماہر حکیم اور ڈاکٹر ہی سے مشورہ لیا، اور روزہ نہیں رکھا تو وہ گناہ گار ہوگا اور اس کو کفارہ بھی دینا پڑے گا۔

3۔کسی بے دین اور شریعت کی قدر و قیمت محسوس نہ کرنے والے طبیب کے مشورے پر عمل کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

حمل

1۔اگر کسی خاتون کو گمان غالب ہو کہ وہ روزہ رکھے گی تو بچے کو نقصان پہنچے گا یا خود اسی کو نقصان پہنچے گا تو اس کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

2۔اگر روزہ کی نیت کر لینے کے بعد کسی خاتون کو معلوم ہوا کہ وہ حاملہ ہے اور اس کا گمانِ غالب یہ ہے کہ حمل کی صورت میں روزہ اس کے لیے نقصان دہ ہے تو اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ توڑ دے اور پھر قضا رکھے، اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔

ارضاع

1۔دودھ پلانے کے دوران روزہ رکھنے سے اگر گمانِ غالب یہ ہو کہ بچے والی خاتون کو شدید نقصان پہنچے گا۔ مثلاً دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ بھوک سے تڑپے گا یا خود اپنی ہی جان کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

2۔اور اگر اُجرت دے کر دودھ پلوایا جا سکتا ہو اور بچہ بھی کسی دوسری خاتون کا دودھ پی لے تو پھر روزہ نہ رکھنا درست نہیں اور اگر بچہ کسی دوسری خاتون کا دودھ پیتا ہی نہ ہو تب بھی روزہ چھوڑنا درست ہے۔

3۔اُجرت پر دودھ پلانے والی خاتون کو بھی اگر گمانِ غالب ہو کہ روزہ رکھنے سے بچے کو یا خود اس کو نقصان پہنچے گا تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے۔

4۔کسی خاتون نے عین رمضان کے دن ہی دودھ پلانے کی ملازمت شروع کی، اس دن اگر وہ روزہ کی نیت بھی کر چکی ہو تب بھی اِس کے لیے روزہ توڑنا جائز ہے، روزہ توڑنے سے اس پر صرف قضا لازم ہوگی۔ کفارہ واجب نہ ہوگا۔

ضعف اور بڑھاپا

1۔کوئی شخص اب بیمار تو نہیں ہے لیکن بیماری کی وجہ سے اتنی کمزوری ہوگئی ہے، کہ روزہ رکھنے سے دوبارہ بیمار پڑ جانے کا گمان غالب ہے تو اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔

2۔کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے انتہائی کمزور ہوگیا ہے۔ اس کے لیے بھی اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور چونکہ ایسے ضعیف کے بارے میں یہ توقع نہیں ہے کہ وہ کبھی تندرست ہو کر قضا رکھے گا۔ اِس لیے اِس پر واجب ہے کہ روزے کا فدیہ ادا کرے، چاہے اُسی وقت دے یا بعد میں ادا کرے، فدیہ کی مقدار وہی ہے جو صدقۂ فطر کی ہے۔

خوف ہلاکت

اگر محنت و مشقت کی وجہ سے جان ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو یا کوئی ظالم مجبور کر رہا ہو کہ اگر تو نے روزہ رکھا تو جان سے مار ڈالوں گا یا شدید مار لگاؤں گا۔ یا کوئی عضو کاٹ لوں گا۔ تو ایسے شخص کے لیے بھی اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔

جہاد

دشمنانِ دین سے جہاد کی نیت ہو اور یہ خیال ہو کہ روزہ رکھنے سے کمزوری آ جائے گی۔ تو اِس صورت میں بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

بالفعل جہاد ہو رہا ہو تب بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

بالفعل جہاد نہیں ہو رہا ہے لیکن جلد ہی تصادم کا

اندیشہ ہے۔تب بھی اجازت ہے۔

اور اگر روزہ رکھ لیا ہو اور ایسا موقع پیش آجائے تو روزہ توڑ دینے کی بھی اجازت ہے، روزہ توڑ دینے سے کفارہ لازم نہ آئے گا۔

بے ہوشی

اگر کسی پر بے ہوشی طاری ہو جائے، اور کئی دن تک یہی صورت رہے تو اس صورت میں جو روزے نہ رکھے جائیں گے ان کی قضا واجب ہو گی۔ البتہ جس شب میں بے ہوشی طاری ہوئی ہے، اگر اس دن بے ہوش ہونے والے سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا ہے جو روزے کو فاسد کرنے والا ہو، اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ بے ہوش ہونے والے نے روزے کی نیت کی تھی یا نہیں، تو اس دن اس کا روزہ سمجھا جائے گا اور اُس دن کی قضا لازم نہ آئے گی البتہ بقیہ سارے دنوں کی قضا واجب ہو گی۔

جنون

اگر کسی پر جنون طاری ہو جائے اور اس حالت میں وہ روزے نہ رکھ سکے تو اس کی دو صورتیں:

ایک یہ کہ کسی وقت بھی جنون میں کوئی آفاقہ نہیں ہوتا، ایسی صورت میں تو روزے بالکل معاف ہیں۔ نہ قضا ہی واجب ہو گی اور نہ فدیہ واجب ہو گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی وقت جنون میں آفاقہ ہو جاتا ہو تو اس شکل میں اس پر قضا واجب ہو گی۔

فدیہ

جو شخص بڑھاپے کے باعث انتہائی کمزور ہو گیا ہو یا ایسی شدید بیماری میں مبتلا ہو کہ بظاہر صحت مند ہونے کی توقع جاتی رہی ہو اور وہ روزہ رکھنے کی سکت نہ رکھتا ہو، تو شریعت نے ایسے لوگوں کو رخصت دی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزے کے بدلے ایک محتاج کو فدیہ ادا کر دیں، فدیہ میں کھانا بھی کھلایا جا سکتا ہے، غلّہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اور غلے کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔

فدیہ کی مقدار

ایک فقیر کو صدقہ فطر کے بقدر غلہ دینا۔ یا اتنے غلے کی قیمت ادا کر دینا اور یہ بھی درست ہے کہ ہر روزے کے بدلے صبح و شام دونوں وقت کسی محتاج کو کھانا کھلا دیں، کھانا کھلانے میں اپنے کھانے پینے کے عام معیار کو سامنے رکھ کر اوسط درجے کا کھانا کھلائیں یا دیں۔

ایک روزہ کے عوض نصف صاع گندم یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دے۔ نصف صاع بعض علماء کے قول کے مطابق پونے دو کلو کا ہوتا ہے، جبکہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق سوا دو کلو کا ہوتا ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔ کیونکہ اس میں فدیہ کی ادائیگی یقینی ہے۔ عبادات میں احتیاط ہی پر عمل کرنا چاہیے۔(احسن الفتاویٰ: جلد4، صفحہ 432 تا 434)

☆☆☆

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

رضاء الحق : بالکل درست ہے۔ لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ احمدی نژاد کے دور میں وہ کچھ ماڈریٹ ہوئے تھے۔ انہوں نے دوسرے ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات تھوڑے سے بہتر بھی بنائے تھے اور امریکہ سے بظاہر کچھ دور ہو گئے تھے۔

سوال : لیکن امریکہ کے ساتھ ایٹمی معاہدے کے بعد تو وہ ایک طرح سے اب امریکہ کے اتحادی بن چکے ہیں؟

رضاء الحق : بالکل اور دوسری طرف انڈیا اور روس کے ساتھ بھی ایران ایک اتحادی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ لہٰذا ایران کو سوچنا چاہیے کہ اس کی بقاء کس چیز میں ہے۔

سوال : پاکستان کے اندرونی حالات پر بات کرتے ہیں۔ وزیر اعظم اور آرمی چیف کی ملاقات کافی دنوں بعد ہوئی ہے۔ ملاقات میں کافی گلے شکوے بھی ہوئے۔ آرمی چیف نے پانامہ لیکس کے معاملے کو جلد حل کرنے پر زور دیا ہے۔ اتنے دنوں بعد ہونے والی ملاقات پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا : فوج اور حکومت کے تعلقات کافی عرصہ سے بگڑے ہوئے تھے۔ مشرف کے حوالے سے بھی اور کچھ دوسرے ایشوز پر یہ دونوں ایک پیج پر نہیں تھے۔ تقریباً 35 دنوں کے بعد ہونے والی اس ملاقات میں شہباز شریف اور چودھری نثار نے بہت بڑا رول ادا کیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی اختلافات ابھی دور نہیں ہوئے۔

سوال : اصل کنفیوژن تھی کیا اور یہ Gap کیوں آیا؟

ایوب بیگ مرزا : اصل میں F-16 طیاروں کے حوالے سے امریکہ نے جو انکار کیا ہے اس پر راحیل شریف اور ساری فوجی قیادت حکومت سے سوال کر رہی ہے کہ ہم نے اپنی وزارت خارجہ کو بہت پہلے کہا تھا کہ انڈین لابی جس طرح امریکہ میں کام کر رہی ہے اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ امریکہ ہمیں ایف سولہ دینے سے انکار کر دے۔ لہٰذا آپ بھی لابنگ کریں۔ ہماری وزارت خارجہ نے سرے سے اس کا نوٹس ہی نہیں لیا اور نہ کوئی کوشش کی اور مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے بڑا عجیب سا بیان دیا کہ ہم F-16 کہیں اور سے لے لیں گے۔ کہیں اور سے تو پرانے ایف سولہ ہی مل سکتے ہیں۔ اختلاف کی دوسری وجہ پانامہ لیکس ہیں۔ عسکری قیادت کہتی ہے کہ کرپشن اور دہشت گردی دونوں آپس میں جڑی ہوئی ہیں۔ جب تک کرپشن ختم نہیں ہو گی دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ کرپشن دہشت گردی کو مالی سپورٹ کرتی ہے پانامہ لیکس میں وزیر اعظم پر الزام آ رہا ہے تو اس معاملے کو طول نہ دیں۔ عسکری قیادت کے مطابق جان بوجھ کر اس معاملے کو طوالت دی گئی اور اس مسئلے کو سنجیدگی سے حل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

سوال : میرے خیال میں وزیر اعظم اپنے حصے کا کام کر چکے ہیں۔ چیف جسٹس کو انہوں نے خط لکھ دیا ہے اور چیف جسٹس آفیشل دورے پر ترکی گئے ہوئے تھے۔ اگر ادھر سے دیر ہو رہی ہے تو اس کی ذمہ داری نواز شریف صاحب پر تو نہیں ڈالی جا سکتی۔

ایوب بیگ مرزا : اب خط لکھے ہوئے بھی 15 دن سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں TORs ایسے بنائے گئے کہ کوئی کہتا ہے ایک صدی میں یہ تحقیقات مکمل ہوں گی کوئی کہتا ہے 50 سال لگیں گے۔ میں اس معاملے کو ایک لحاظ سے شام کی صورتحال سے جوڑتا ہوں۔ جس طرح شام میں امریکہ دونوں قوتوں کو لڑا رہا ہے اسی طرح یہاں بھی امریکہ نواز شریف کی پشت پر بھی ہے اور اپوزیشن کی پشت پر بھی ہے۔ تا کہ نواز شریف اپنی جگہ پر زور لگاتے رہیں اور اپوزیشن اپنی جگہ پر ڈٹی رہے۔ اس سے یہ ہو گا کہ میدان لڑائی سے سجا رہے گا اور ملک میں خوب انارکی پھیلے گی اور یہی امریکہ کی خواہش ہے۔ شام میں عسکری طور پر جو کھیل ہو رہا ہے وہ یہاں سیاسی طور پر جاری ہے۔ میرے خیال میں بات آخر میں ہمارے ایٹمی مسئلے پر آ کر کھڑی ہو گی۔ یہاں انارکی پیدا کر کے کسی نہ کسی طریقے سے ہمارے ایٹمی اثاثہ جات کو نشانہ بنایا جائے گا۔ لیکن ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن کی ان چالوں سے مسلمان ممالک کو محفوظ رکھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان شاء اللہ پاکستان میں بھی اور شام میں بھی امن ہو گا اور دشمن ناکام ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ جب دنیا بھر میں فتنے ہوں گے تو ایمان شام میں ہو گا۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ ہمارے مکہ کو برکت عطا فرمائے، اللہ ہمارے مدینہ کو برکت عطا فرمائے، اللہ ہمارے شام کو برکت عطا فرمائے یعنی صاع اور مد۔ یہ ہیں پیمانے اور وہ ہیں ممالک۔ یعنی آپؐ نے شام کو سیاسی اور اقتصادی دعا دی ہے۔ اس پر کسی صحابیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارے عراق کے بارے میں بھی؟ تو آپؐ نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ تین دفعہ صحابیؓ نے پوچھا اور آپؐ نے ہر دفعہ یہی کہا۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

کلیۃ القرآن لاہور کی تقریب تکمیل بخاری و دستار بندی

فرید اللہ مروت

4 مئی 2016ء کو کلیۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور میں پہلی تقریب تکمیل بخاری شریف و دستار بندی کا انعقاد ہوا۔ درس نظامی کا آخری سال دورۂ حدیث شریف سے جانا جاتا ہے۔ اکثر مدارس میں دورۂ حدیث کے اختتام پر ایک تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس میں طلبہ و اساتذہ نہایت ذوق وشوق سے شرکت کرتے ہیں۔ تقریب میں ملک کے مختلف شہروں اور مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ کلیۃ القرآن میں صبح ہی سے گہما گہمی کا سماں تھا۔ کلیۃ القرآن کا ہر گوشہ اپنی باوقار رعنائی و دلکشی کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ جوں جوں دستار بندی کا وقت قریب ہوتا جا رہا تھا، دورۂ حدیث کے طلبہ کے چہروں پر شگفتگی کے گلاب کھلے جا رہے تھے۔

اس بابرکت تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ قرآن اکیڈمی مسجد کے امام قاری احمد ہاشمی نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ نعت رسول مقبولؐ قاری ذکی اللہ کیفی نے اپنی پُر کیف آواز میں پیش کی۔ ’’شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا‘‘

استقبالیہ کلمات……حافظ عاطف وحید (ناظم کلیۃ القرآن)

کلیۃ القرآن کے ناظم حافظ عاطف وحید نے اپنے مختصر خطاب میں آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس اپنے اندرونی احساسات کے اظہار کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ 8 برس قبل ہم نے کلیۃ القران کا آغاز کیا تھا۔ اس سے پہلے یہ قرآن کالج فار بوائز تھا۔ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خیال تھا کہ اس کو از سر نو استوار کرنے کی ضرورت ہے جہاں دینی و دنیاوی علوم کا عظیم امتزاج ہو۔

الحمد للہ آج اس کا نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے اور اس کا پہلا بیچ یہاں سے دورۂ حدیث کر کے فارغ ہو گیا اور ساتھ ساتھ عصری تعلیم میں ایم اے پارٹ II کے امتحانات دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور جن لوگوں نے اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان پر خاص رحمتیں نازل فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ آج اگر والد محترم زندہ ہوتے تو اس موقع پر بہت خوش ہوتے۔ عالم ارواح میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر خصوصی نوازشات ہو رہی ہوں گی۔ ان ہی کا لگایا ہوا یہ پودا اب ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ اس ضمن میں کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے خاص تائید غیبی سے مشکلات کو دور فرمایا۔

اس کامیابی پر میں جن صاحب کا زیادہ ممنون احسان ہوں وہ مولانا یوسف خان صاحب ہیں۔ مولانا نے قدم قدم پر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ انہوں نے ہماری ایسی سرپرستی کی کہ ہمیں کہیں تنہائی کا احساس نہیں ہوا۔ جامعہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم کی مکمل تائید بھی حاصل رہی جن کا میں خاص طور پر شکر گزار ہوں۔

انہوں نے معزز مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ آئندہ بھی آپ حضرات اس طرح سرپرستی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ حق پر گامزن رکھے اور ہمیں راہ حق سے منحرف نہ ہونے دے۔ آمین

جائزہ رپورٹ: پرنسپل پروفیسر ریاض اسماعیل

پرنسپل صاحب نے کلیۃ القران کی مختصر جائزہ رپورٹ 2015ء 2016ء پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا لگایا ہوا یہ پودا اب برگ و بار لا رہا ہے۔ درخت کی پہچان اس کے پھل سے ہوتی ہے اس طرح کسی ادارے کی پہچان ان کے امتحانی نتائج سے ہوتی ہے۔

2015ء کے نتائج

(1) درجہ سابعہ کا نتیجہ 85٪ رہا اور ساتھ ایم اے پارٹ ون پاس کیا۔

(2) درجہ سادسہ کا نتیجہ 83٪ رہا اور ساتھ بی اے کا امتحان 75٪ نمبر کے ساتھ پاس کیا۔

(3) درجہ رابعہ کا نتیجہ 72٪ رہا اور ساتھ ایف اے پارٹ II کا امتحان پاس کیا۔

نصابی سرگرمیوں کے علاوہ طلبہ نے غیر نصابی سرگرمیوں حسن قراءت، نعت، کوئز پروگرام اور سپورٹس میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ پرنسپل صاحب نے والدین سے اپیل کی کہ ہمیں ذہین بچے دیں جو دونوں قسم کے علوم کا بوجھ اٹھا سکیں۔ آخر میں پرنسپل صاحب نے مولانا یوسف خان کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے گاہے بگاہے تشریف لا کر ہمارے ادارے کی کامیابی میں اہم کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر ابصار احمد……صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

محترم ڈاکٹر ابصار صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ آپ حضرات نے وقت نکال کر اس خیر و برکت کی محفل میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ دینی اور عصری علوم کو ملانا اور ان کے درمیان تلفیق اور مہارت حاصل کرنا بہت اہم ہے اور کلیۃ القرآن کے یہ طلبہ ہمارے سامنے اس کی عمدہ مثال ہیں۔ انہوں نے کہا یہ موقع زیادہ طویل گفتگو کا نہیں ہے میں تمام حضرات کا شکر گزار ہوں اور آپ سے دعاؤں کا طالب ہوں۔

عزیزم عاطف وحید صاحب کی کوشش سے برادرم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا لگایا ہوا یہ پودا ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ یہ شجر مزید پھلے پھولے اور اس کے برگ و بار سے اصل مقاصد حاصل ہو سکیں۔

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے خطاب میں کہا کہ احساس تشکر کے طور پر کہوں گا کہ واقعتاً یہ ایک خواب تھا جو آج شرمندۂ تعبیر ہوا ہے اور والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا دنیاوی اور دینی تعلیم دونوں کو ساتھ چلانے کا جو ایک عزم تھا، وہ پورا ہو گیا۔ ایک سکول اور کالج کی تعلیم ہے۔ وہ ایک الگ دھارا ہے۔ اور دوسری طرف مدارس کے اندر تعلیم دی جا رہی ہے۔

اگرچہ آج دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اصل تعلیم وہ ہے جو سکول اور کالج میں دی جا رہی ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے اصل تعلیم وہ ہے جو مدارس میں دی جا رہی ہے۔ ((خیر کم من تعلم القرآن وعلمه)) ’’تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔‘‘ بہرحال ان دونوں کو جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اصل تعلیم، اصل علم قرآن کا علم ہے اور اس کی عملی تفسیر سنت رسول ﷺ ہے اور قولی تفسیر اقوال نبی ﷺ ہیں۔ چنانچہ اصل علم یہ ہے باقی ساری چیزیں اس سے نیچے ہیں اور ثانوی درجہ رکھتی ہیں۔ اور اسی کو آگے پروموٹ کرنا اور اس کے ساتھ دوسرے

علم کو بھی ملانا ہے، یہ والد محترم کی خواہش تھی۔اور الحمدللہ اس کی یہ بڑی عمدہ شکل ہمارے سامنے آ گئی ہے۔اللہ تعالیٰ اسی میں اور برکت عطا فرمائے۔اس سلسلے میں علماء کا جو تعاون ہمارے شامل حال رہا ہے۔مولانا یوسف خان صاحب کی راہنمائی تو قدم قدم پر ہمارے ساتھ رہی ہے اور مولانا فضل الرحیم صاحب کی سرپرستی بھی حاصل رہی ہے، میں ان سے توقع رکھوں گا کہ وہ آئندہ بھی ہماری سرپرستی اس سے بڑھ کر کریں گے۔

پروفیسر مولانا یوسف خان، استاد الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

مولانا یوسف خان صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں محترم حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی) اور تمام اساتذہ اور منتظمین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنی محنت کی۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عطا کرے۔دینی اور عصری تعلیم کے امتزاج کا یہاں جو ایک معیار پیش کیا گیا حقیقت میں یہ حضرت ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک خواب تھا۔آج سے 36,35 سال پہلے ڈاکٹر صاحب نے اس دردمندی کا اظہار کیا تھا کہ علماء جب دورۂ حدیث میں پڑھتے ہیں تو اس میں انہیں دورۂ حدیث کے تمام مضامین پر عبور نہیں ہوتا۔دو باتوں پر الحمدللہ یہاں کلیۃ القرآن میں عمل ہوا۔(1) عصری اور دینی تعلیم کا امتزاج اور (2) دورۂ حدیث کے مضامین کے تمام ابواب پر بحث کرنا۔اس پر سو فیصد عمل ہوا۔عصری اور دینی تعلیم کے امتزاج کا خیال حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب کو بھی شدت کے ساتھ تھا۔اور اس کی واضح مثال مولانا کا اشرفیہ گرلز کالج کا قیام ہے۔جس میں طالبات عالمہ بھی بنتی ہیں اور کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم بھی حاصل کرتی ہیں۔لاہور بورڈ اور یونیورسٹی کی معائنہ ٹیم نے اشرفیہ گرلز کالج کا دورہ کیا تو انہوں نے الحاق فیس تک معاف کر دی اور کہنے لگے کہ یہ ہمارے لیے عجوبہ ہے۔چنانچہ جب مجھ سے حافظ عاطف وحید صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم لڑکوں میں یہ سلسلہ شروع کرنا چاہتے ہیں تو میں نے کہا کہ کیوں نہیں! جب بنات میں ہو سکتا ہے تو بنین میں کیوں نہیں ہوسکتا ہے۔تو الحمدللہ اس طرح کی کاوشیں بھی ہوئی ہیں۔لیکن عامہ سے لے کر عالیہ تک دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی چلے اور کسی طالب علم کو اس راہ سے ہٹنے کا اختیار نہ ہو، یہ پہلی مرتبہ سعادت کلیۃ القرآن کو نصیب ہوئی۔

جہاں تک دورۂ حدیث کے مضامین پر عبور کا تعلق ہے اس سلسلے میں تین مدارس نے بہت اہم کام کیا۔(1) جامعہ امدادیہ فیصل آباد (2) دار العلوم کراچی (3) جامعہ اشرفیہ لاہور۔ان مدارس نے دورۂ حدیث کے مضامین کو ابواب میں تقسیم کر کے تدریس کی تاکہ طلبہ پورے دورۂ حدیث پر مکمل دسترس حاصل کر سکیں۔اور کلیۃ القرآن میں اس سال اس پر سو فیصد عمل ہوا۔اس سلسلے میں پروفیسر ریاض اسماعیل (پرنسپل کلیۃ القرآن) نے بہترین حکمت عملی سے کام کیا۔انہوں نے میری تجاویز کو سامنے رکھتے ہوئے بہت محنت کی۔میں جب اس پورے عرصے کی رپورٹنگ مولانا فضل الرحیم صاحب کو دیتا تو مولانا کی خوشی دیدنی ہوتی تھی۔اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

شیخ الحدیث مولانا حافظ فضل الرحیم، مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور

مولانا فضل الرحیم صاحب نے بخاری کی آخری حدیث کا درس دیا۔انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی خدمت کے لیے چنا۔اللہ نے انہیں بیان کی خاص صلاحیت دی تھی۔قرآن کریم کو جس انداز سے بیان کرتے تھے۔وہ قلوب کے اندر سرایت کر جاتا تھا۔آج میں حافظ عاکف سعید صاحب اور ان کی ساری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

دینی اور عصری تعلیم کا امتزاج آج وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔آج کلیۃ القرآن سے فارغ التحصیل دینی و دنیاوی تعلیم سے مسلح یہ علماء ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔اس سے ان کی روح کو اتنی راحت اور خوشی حاصل ہو رہی ہوگی کہ شاید ہم اس کا اندازہ نہ کر سکیں۔آج یہاں 7 کی تعداد میں طلبہ نے دورۂ حدیث مکمل کیا اور یہ تعداد بہت تھوڑی محسوس ہوتی ہے اور ہماری نحوی اصطلاح میں اسے جمع قلت کہتے ہیں۔لیکن دار العلوم دیوبند کی جب بنیاد پڑی۔انار کے درخت کے نیچے تو ایک طالب علم اور ایک استاد تھا۔ڈاکٹر صاحب، مولانا محمود حسن دیوبندی کا تذکرہ بہت کثرت سے کرتے رہے ہیں۔انہوں نے مالٹا کی قید سے رہائی کے بعد ہندوستان میں دو کام کرنے کا عزم کیا تھا۔ایک اس اُمت کا قرآن سے تعلق جوڑ دیا جائے اور گھر گھر قرآن کریم پڑھا جائے، اسے سمجھا جائے کہ قرآن کریم ہم سے کیا چاہتا ہے۔اس قرآن کریم کے عجائبات قیامت کے آخری دن تک بھی ختم نہیں ہوں گے۔مجھے ڈاکٹر صاحب کی بات یاد آ گئی۔قرآن کریم کی پہلی وحی کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں:﴿ کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ﴾ انسان بڑا سرکش ہو گیا ہے پرواہی نہیں کر رہا۔وہ کہتا ہے میں حرام کھاتا ہوں، میرے پیٹ میں تو کوئی درد نہیں ہوتا۔میں جھوٹ بولتا ہوں تو میری زبان پر تو کوئی چھالے نہیں پڑتے۔ساتھ ہی اللہ نے اس کا علاج بیان کر دیا کہ مستغنی تو ہو دنیا کے اندر جزا و سزا کا قانون نہیں لیکن اللہ فرماتے ہیں:﴿ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی ﴾ اسی طرح مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سورۃ الزلزال کی آخری دو آیات کے بارے میں فرمایا کہ اگر انسان ان دو آیات کو سامنے رکھے اور اپنا مراقبہ کرے تو اسے دو پر لگ جائیں گے جو اسے اڑا کر جنت میں لے جائیں گے۔

بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیتے ہوئے آپ نے طلبہ کو ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ عزیز طلبہ! اپنی نیت اور دل کی اصلاح کیجیے۔کہ ہم حدیث کیوں پڑھتے ہیں۔یہ بخاری شریف کیوں پڑھتے ہیں۔اپنے دل میں جھانک کر دیکھیے کیونکہ شیطان لعین کا سب سے بڑا حربہ ہی دل میں سے ایمان کو ختم کرنا ہوتا ہے۔لہٰذا اس پر پہرہ دینا ہے۔اور اٹھتے بیٹھتے اللہ سے یہ دعا کرنی ہے کہ اے اللہ تیری رضا کے لیے، جہنم سے بچنے کے لیے کوشش کی۔تو ہمیں دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما۔

مولانا تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ دعا نہیں کی اللہ مجھے شیخ الحدیث بنا دے بلکہ میں دعا کرتا تھا کہ جس کام میں تیری رضا حاصل ہو اسے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔امام بخاریؒ پہلی روایت اور آخری روایت میں جوڑ دے رہے ہیں کہ نیت کو صحیح کر لو۔اس نیت کے عجیب کرشمے ہیں کہ انسان نیت کرتا ہے اور کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔اس حدیث میں دو کلمات کی بہت فضیلت ہے۔ان کلمات کو اپنی زبان پر جاری کرو۔میرے عزیز طلبہ! جو جو آپ نے کلمات پڑھے ہیں۔ان احادیث میں جو فضائل پڑھے ہیں ان کو اپنی زندگی کا حصہ بناؤ۔((سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم)) ان کا مطلب ہے کہ جس طرح اللہ ہر نقص، ہر عیب سے پاک ہے اسی طرح اس کا ہر حکم بھی ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ہے۔ساری تعریف ساری حمد اس اللہ کی ہے۔

آپ اس علم کا نور چاہتے ہو تو اہل اللہ سچے لوگوں سے تعلق قائم کرنا۔اپنا تزکیہ کرنا اور اپنی باطنی بیماریوں کا علاج کرنا ہے۔یعنی تکبر، حسد وغیرہ جو بھی باطنی امراض ہیں، ان کا علاج بہت ضروری ہے۔حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں علماء کے لیے صحبت صالح کو فرض قرار دیتا ہوں۔اپنے اساتذہ کا احترام، ان کی عزت کرنا سیکھیے۔یہاں سے جس طالب علم نے دورۂ حدیث میں پورے پاکستان میں ٹاپ کیا وہ عمرے کا ٹکٹ مجھ سے لے۔یہ بات میں نے جذب میں رہ کر کی ہے۔اور ان شاء اللہ میں اسے پورا کروں گا۔

آخر میں طلبہ میں Laptop اور دیگر انعامات تقسیم کیے گئے۔مہمان علماء اور مشائخ نے طلبہ کی دستار بندی کی۔اس بابرکت محفل کا اختتام محترم مولانا عبدالمالک صاحب کی رقت آمیز دعا پر ہوا۔

اللہ تعالیٰ اس کلیۃ القرآن کو تاقیامت قرآن وحدیث کی تعلیمات کا عظیم قلعہ بنا دے اور ہمیں محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور اکابرین امت کے نقش قدم پر دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اس راستہ پر چلائے جو حضور اقدس ﷺ اور ان کے صحابہ و خلفائے راشدین نے بطور صراط مستقیم ہمارے لیے متعین فرمایا ہے۔آمین!

☆☆☆☆

تحفظِ خواتین بل
شریعت کے تناظر میں ایک جائزہ
(III)

زیرِ نظر مضمون ''پنجاب اسمبلی کی جانب سے منظور شدہ تحفظِ نسواں بل 2016ء'' کے شرعی تجزیے پر مشتمل ہے۔اس قانون کو علماء کی اکثریت غیر اسلامی اور خلافِ شریعت قرار دے چکی ہے۔اس قانون پر قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی کے ریسرچ سکالرز نے شرعی بنیادوں پر اعتراضات وارد کیے ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔(ادارہ)

قابل اعتراض حصہ نمبر 5: دفعہ 2 تعریفات : ذیلی دفعہ 1 (ایف، جی):

ایف: ضلعی رابطہ افسر سے مراد ضلع کا ضلعی رابطہ افسر ہے۔

جی: ضلعی افسر تحفظ خواتین سے مراد قانون کے تحت تعینات ضلعی افسر تحفظ خواتین ہے۔

اعتراض:

ان شقوں میں اس قانون کے نفاذ کے لیے دفتری نظام کے حوالے سے اصطلاحات کی وضاحت ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ نظام مزید کرپشن کا ذریعہ نہیں بن جائے گا۔

متبادل سفارش:

وطنِ عزیز کے کرپٹ تھانوں اور عدالتوں کو شریعتِ مطہرہ کے مطابق درست کرنے کی سعی ہونی چاہیے نہ کہ چوروں کو پکڑنے کے لیے مزید چوروں کا اضافہ کیا جائے۔اس سلسلے میں شرعی عدالتوں کا نظام قائم کیا جائے اور ضلع و تحصیل کی سطح پر مفتیانِ کرام کو منتخب کیا جائے جو ان معاملات کے دینی پہلوؤں سے روشناس ہوں۔

قابل اعتراض حصہ نمبر 6: دفعہ 2 تعریفات : ذیلی دفعہ 1 (کیو):

دار الامان سے مراد ایسی عمارت ہے جو حکومت نے قانون ہٰذا کے تحت متاثرہ خواتین، دیگر خواتین اور ان کے بچوں کی رہائش، طعام اور ان کی بحالی کی غرض سے قائم کی ہو یا اس کا لائسنس دیا ہو۔

اعتراض:

اس شق میں دار الامان کی تعریف ذکر کی گئی ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا حکومت وقت نے ماضی میں قائم کیے گئے دار الامان نوعیت کے اداروں کا حال نہیں دیکھا؟ کیا ایسے ادارے اخلاقی بگاڑ اور جنسی بے راہ روی کے مراکز ثابت نہیں ہوں گے؟ نیز یہ دار الامان عورتوں کی آزادی اور مردوں کی غلامی کی ایک بدترین مثال نہیں ہے کہ عورت تو جہاں چاہے رہے حکومت نے اس کے تحفظ کے لیے ادارے قائم کر دیے اور مرد بے چارہ اپنا گھر ہوتے ہوئے گھر سے بے گھر ہو۔ جو کہ الرجال قوامون کے بالکل خلاف ہے۔کیا یہ دار الامان گھر کو اجاڑ کر آباد کیے جائیں گے؟ اور پھر کیا یہ صورت دین بےزار این جی اوز کو اپنا شیطانی کھیل کھل کر کھیلنے کا موقع فراہم نہیں کر دے گی؟ اور کیا اس کے نتیجے میں ہمارا رہا سہا معاشرتی ڈھانچہ تتر بتر ہو کر نہیں رہ جائے گا؟

متبادل سفارش:

اسلام نے عورت کے لیے ہر حال میں ولی کا تعین کیا ہے۔عورت کے لیے سب سے قریب ولی اس کا بیٹا ہے پھر پوتا پھر پڑپوتا الخ پھر باپ پھر دادا، پڑدادا الخ۔ پھر حقیقی بھائی پھر علاتی بھائی پھر حقیقی بھتیجا پھر علاتی بھتیجا پھر حقیقی چچا پھر علاتی چچا پھر حقیقی چچا کا بیٹا پھر علاتی چچا کا بیٹا پوتا الخ پھر والد کا حقیقی چچا۔پھر والد کا علاتی چچا پھر اسی ترتیب سے ان کے بیٹے پوتے وغیرہ۔پھر دادا کا حقیقی چچا پھر دادا کا علاتی چچا پھر ان کے بیٹے پوتے وغیرہ۔(9)

مناسب یہ ہے کہ عورت کو حکومتی دار الامان میں ڈال کر اسے بے امان نہ کیا جائے بلکہ خاندان کی امان میں رہنے دیا جائے۔

قابل اعتراض حصہ نمبر 7: دفعہ 2 تعریفات : ذیلی دفعہ 1 (آر):

تشدد سے مراد کسی متاثرہ فرد کے جسم پر تشدد کرنے کا جرم ہے، اس میں کسی جرم کی اعانت، گھریلو تشدد، جنسی تشدد، نفسیاتی دباؤ، معاشی استحصال، تعاقب یا سائبر کرائم شامل ہے۔

اعتراض:

اس شق میں تشدد کی جو تعریف بیان کی گئی وہ وضاحت طلب ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا والدین تادیباً اولاد کی پٹائی کریں تو ان کے اس عمل کو بھی تشدد کا نام دے کر قانون ہٰذا کا اطلاق کیا جائے گا؟ مزید یہ کہ قرآن مجید کی واضح نص میں شوہر کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ تادیباً بیوی کو مار سکتا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا قرآن مجید میں موجود اس نص میں دی گئی اجازت کے بعد اگر کوئی شخص تادیباً یہ کام کرے تو اس قانون کے تحت حکومتِ وقت اس پر گرفت کر سکتی ہے؟(10) اور ظاہر سی بات ہے کہ قرآن کریم میں تادیباً تھوڑی بہت جس مار کا ذکر ہے اس کو تشدد شمار کرنا اور اس پر پابندی لگانا اللہ تعالیٰ کے حکیمانہ فیصلے کے خلاف ایک عقلی اور غیر حکیمانہ فیصلے کو نافذ کرنا ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

((فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ))(مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ)

''تم لوگ عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی امانت کے ساتھ انہیں حاصل کیا ہے اور تم نے اللہ کے حکم سے ان کی شرم گاہوں کو حلال سمجھا ہے اور تمہارے لئے ان پر یہ حق ہے کہ وہ ایسے کسی آدمی کے لیے قالین نہ بچھائیں کہ جن کو تم ناپسند کرتے ہو (یعنی تمہارے گھر میں نہ آنے دیں) اگر وہ اس طرح کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو مگر ایسی مار کہ ان کو چوٹ نہ لگے اور ان عورتوں کا تم پر بھی حق ہے کہ تم انہیں حسب استطاعت کھانا پینا اور لباس دو۔''

مزید اس لفظ کی تعریف میں جنسی تشدد کا ذکر کیا گیا۔ یہاں جنسی تشدد کی بھی وضاحت مطلوب ہے۔(11)

((عن الحسن ؛ فی رجل لطم امرأته، فأتت تطلب القصاص، فجعل النبی صلی الله

عليه وسلم بينهما القصاص، فأنزل الله تعالى :ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليك وحيه ونزلت الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض))(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الدیات، باب القصاص بین الرجال والنساء)

"حضرت حسنؒ نے روایت کیا ایک آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا تھا تو اس کی بیوی قصاص طلب کرنے حضور ﷺ کے پاس آئی۔ حضور ﷺ نے قصاصاً اسے بھی تھپڑ مارنے کا فیصلہ فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آپ ﷺ جلدی نہ کیجیے اس قرآن کے ساتھ اس سے پہلے کہ آپ ﷺ پر اس کی وحی مکمل ہو جائے اور پھر یہ آیت نازل ہوئی مرد عورتوں پر حاکم ہیں بسبب اس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہے اور بسبب اس کے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں۔"

سنن النسائی میں ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ))(سنن النسائی، کتاب النکاح، باب ای النساء خیر)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ خاتون کہ اس کا خاوند جب اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جس وقت وہ حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اپنے نفس اور دولت میں اس کی رائے کے خلاف نہ کرے۔"

ترمذی میں ہے:

((إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ)) (سنن الترمذی، كِتَاب الرَّضَاعِ، بَاب مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ)

"جب ایک شخص اپنی زوجہ کو اپنی حاجت کے لیے بلائے تو زوجہ کو اس کے پاس جانا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر بیٹھی ہوئی ہو۔"

مسلم شریف میں ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) (صحیح مسلم، كِتَاب النِّكَاحِ، بَاب تَحْرِيمِ امْتِنَاعِهَا مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی اہلیہ کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور ایسے ہی رات گزار لے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔"

سنن ابی داؤد میں ہے:

((قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا))(سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب متی یؤمر الغلام بالصلاة)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لڑکا سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اس کو مارو۔"

متبادل سفارش:

قانونی ضرورت کے لیے تشدد کی ایسی شرح و وضاحت ناگزیر ہے جس سے قرآن و سنت میں مذکور تادیبی کارروائی مستثنیٰ ہو۔

حواشی وحوالہ جات

9۔ وأقرب الأولياء إلى المرأة الابن ثم ابن الابن وإن سفل ثم الأب ثم الجد أبو الأب وإن علا كذا في المحيط--- ثم الأخ لأب وأم ثم الأخ لأب ثم ابن الأخ لأب وأم ثم ابن الأخ لأب وإن سفلوا ثم العم لأب وأم ثم العم لأب ثم ابن العم لأب وأم ثم ابن العم لأب وإن سفلوا ثم عم الأب لأب وأم ثم عم الأب لأب ثم بنوهما على هذا الترتيب ثم عم الجد لأب وأم ثم عم الجد لأب ثم بنوهما على هذا الترتيب(الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم التاسع المحرمات بالطلقات، الرابع فی الاولياء)

10۔ ذكر فی فتاوی الشيخ الی الليث ان للزوج ان يضرب امراته على اربع خصال ما هو فی معنى الاربع احدها لترك الزينة لزوجها والزوج يريدها والثانی على ترك الاجابة اذا دعاها الی فراشه، وفی الخانية وهی طاهرة، والثالث على ترك الصلاة وعلى ترك الغسل وفی الخانية عن الحيض والجناية والرابع على الخروج من المنزل وفی الخانية ايضاً بغير اذنه بدد ابقاء المهر وفی الحجة وفی هذه الاشياء جرم منهن وفيما سوه هذه المعانی اذا ضربها ولها امر يسعها ان تطلق نفسها وفی المتلقط اذا آذت جيرانها يكون جرما(الفتاوی التاتارخانية، كتاب النكاح، الفصل الحادی والعشرون فی بيان ما يصلح---)

(ب)ثالثا_ الضرب غير المخوف: إن أصرت على النشوز ضربها عندئذ ضربا غير مبرح۔ أی غير شديد_ ولا شائن، للآية السابقة (واضربوهن) (النساء :34/4) فظاهر الآية وإن كان بحرف الواو الموضوعة للجمع المطلق، لكن المراد منه الجمع على سبيل الترتيب، والواو يحتمل ذلك .ويجتنب فی أثناء الضرب: الوجه تكرمة له، ويجتنب البطن والمواضع المخوفة خوف القتل، ويجتنب المواضع المستحسنة لئلا يشوهها، ويكون الضرب_ كما أبان الحنفية۔ عشرة أسواط فأقل، لقوله صلى الله عليه وسلم : لا يجلد أحدكم فوق عشرة أسواط إلا فی حد من حدود الله (2) وقوله: لا يجلد أحدكم امرأته جلد العبد، ثم يضاجعها فی آخر اليوم (3) . فإن تلفت من الجلد فلا ضمان عليه عند الحنابلة والمالكية؛ لأن الضرب مأذون فيه شرعا. وقال أبو حنيفة والشافعی: إنه يضمن؛ لأن استيفاء الحق مقيد بشرط السلامة للآخرين(الفقه الاسلامی وادلته، الجزء التاسع، الباب الاول الزواج وآثاره، الفصل السابع حقوق الزواج وواجباته، المبحث الثانی حقوق الزواج، 4۔حق التاديب، ثالثا الضرب غير المخوف)

11۔ ولو تضررت من كثرة جماعه لم تجز الزيادة على قدر طاقتها والرأی فی تعيين المقدار للقاضی بما يظن طاقتها نهر بحثا(الدر المختار، كتاب النكاح، باب القسم)

(ب) وقد صرحوا عندنا بأن الزوجة إذا كانت صغيرة لا تطيق الوطء لا تسلم إلى الزوج حتى تطيقه۔والصحيح أنه غير مقدر بالسن بل يفوض إلى القاضی بالنظر إليها من سمن أو هزال۔وقدمنا عن التاترخانية أن البالغة إذا كانت لا تحتمل لا يؤمر بدفعها إلى الزوج أيضا، فقوله لا تحتمل يشمل ما لو كان لضعفها أو هزالها أو لكبر آلته(رد المحتار، كتاب النكاح، باب القسم بين الزوجات)

(جاری ہے)

Israel hiding killers who burned Palestinian family alive, minister reveals

A few days ago, someone tweeted: “Either Israel already knows who murdered the Dawabshas and is covering it up or it has made zero effort to find them. One or the other.”

That was the day after Riham Dawabsha died of injuries from the horrific firebombing of her family home that killed her son, 18-month-old Ali Dawabsha, in the occupied West Bank village of Duma.

The boy’s father, Saad, died of his injuries a few days later, leaving Ali’s badly burned 4-year-old brother Ahmed as the sole survivor.

Israel’s conduct turned out to be depressingly predictable.

Haaretz reported today that, according to Israel’s defense minister Moshe Yaalon, “Israel’s defense establishment knows who is responsible for the arson attack that killed three members of a Palestinian family two months ago, but has chosen to prevent legal recourse in order to protect the identity of their sources.”

Yaalon made the remarks in a closed meeting of activists of Prime Minister Benjamin Netanyahu’s Likud Party.

The minister later confirmed to Haaretz that the Israeli defense establishment “believes they know who carried out the terrorist attack, but there is difficulty in putting them on trial. I hope that we’ll find the evidence necessary in order to bring the perpetrator [sic] of this heinous attack to justice.”

According to Haaretz, Yaalon “also noted that the perpetrators belong to a group of Jewish extremists that intended to increase tension in the West Bank. Therefore, said Ya’alon, the decision was made to put Jewish suspects in administrative detention, in order to prevent future attacks.”

Witnesses had seen the attackers flee to the nearby Israeli settlement of Maaleh Efraim after the Dawabsha home was set on fire.

Three Jewish settlers, Meir Ettinger, Mordechai Meyer and Eviatar Slonim, have been held without charge since the attack for allegedly plotting and carrying out other violent attacks against Palestinians. But it is unknown if any of them are among the suspects referred to by Yaalon.

Following the attack on the Dawabsha family and intense international condemnation, Netanyahu vowed to find the killers. No action was, however, taken.

Who are they protecting?

Yaalon’s reported excuse, that Israeli authorities had not announced the arrest of the suspects in the Dawabsha murders to “protect the identity of their sources,” makes little sense.

Why would “sources” who had helped apprehend alleged murderers need protection, and from whom? And why couldn’t Israel with its mighty army and all-knowing “security” services provide it?

If the “sources” are from Shin Bet, Israel’s internal spy agency, why could they not testify anonymously as they have frequently done against Palestinians? And even if Israel is worried about their identities being exposed, why is that more important than the lives of Palestinians?

Yaalon’s revelation looks like yet another example of the systematic impunity Israeli soldiers and settlers are granted for attacks on Palestinians.

It would also not be the first time settlers have gotten away with burning Palestinians alive.

The settlers, just like the army, are an extension of the Israeli settler-colonial state that always protects its own and that glorifies the terrorists and ethnic cleansers who established it.

***<u>Source:</u>* adapted from https://electronicintifada.net/**

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی شمالی گلستان جوہر 2 کے رفقاء جناب عمار نعیم عامر نعیم کی والدہ شدید بیمار ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔

☆ حلقہ ملاکنڈ، داروڑہ کے مبتدی رفیق ذاکر شاہ نے گردے کا آپریشن کرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore